نمبر ۱۱۲ | مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۳۲ء یوم یکشنبہ | مطابق ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز لاہور سے ۱۶۔ مارچ کو واپس تشریف لے آئے حضور کی صحت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کی طبیعت تا حال ناساز ہے ان کے لئے التزام کے ساتھ دعا کی جائے۔

جناب ڈاکٹر محمد شاہ نواز صاحب جو بسلسلہ کاروبار اور حکیم فضل الرحمٰن صاحب بغرض تبلیغ افریقہ روانہ ہونے والے ہیں ۱۴۔ مارچ جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ان کو دعوت چائے دی جس میں بعض اور صاحب کو بھی مدعو کیا۔

لدھیانہ کے مناظرہ کے لئے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی۔ مولوی محمد سلیم صاحب اور شیخ مبارک احمد صاحب روانہ کئے گئے۔

۱۸ مارچ کا لانجھراں ضلع جہلم میں مولوی ظفر محمد صاحب۔ اور م گولیکی ضلع گجرات مولوی محمد نذیر صاحب اور مولوی غلام مصطفےٰ صاحب برائے تبلیغ بھیجے گئے۔

ایک مبلغ اسلام اور عالم دین پر کشمیر میں انتہائی تشدد

۲۵ فروری کے "الفضل" میں لکھا جا چکا ہے۔ کہ مولوی عبد الواحد صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ کو بلا وجہ مظفر آباد میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا۔ ان کی جیب تلاشی لی گئی۔ تو ان کے پاس سے "ندائے ایمان" اشتہار دستیاب ہوا۔ جو ایک مذہبی اور تبلیغی اشتہار ہے۔ اب موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے۔ کہ مظفر آباد کے وزیر وزارت نے دوران مقدمہ میں ان کے ساتھ بے حد سختی اور درشتی روا رکھی۔ بلکہ حرامزادہ۔ بد ذات۔ الّو کا پٹھا۔ بدمعاشی کرنے کے لئے یہاں آیا جیسے فحش الفاظ بھی بکثرت استعمال کئے۔ اور اس بات کی قطعاً پروا نہ کی۔ کہ ایک ایسے شخص کو جو مذہبی لحاظ سے بہت بڑی حیثیت رکھتا ہے۔ اور اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے ساتھ شریفانہ گفتگو کی جائے۔ اس سے غیر مہذبانہ سلوک کرنا کس قدر معیوب بات ہے۔

دوران مقدمہ میں جس شخص کا ایسا رویہ رہا ہو۔ اس کا فیصلہ جس نوعیت کا ہو سکتا ہے۔ وہ ظاہر ہی ہے۔ چنانچہ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مولوی صاحب موصوف کو چھ ماہ قید سخت کی سزا دی گئی ہے۔ اور جیل میں ان سے روزانہ ۲۲ سیر آٹا پسانے کی نہایت ہی تکلیف دہ اور ناقابل برداشت مشقت لی جا رہی ہے۔

جن اصحاب کو مولوی صاحب موصوف سے واقفیت ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ مولوی صاحب ایک سنجیدہ مزاج۔ بے شر۔ اعلےٰ اخلاق اور تقویٰ کا مجسمہ ہیں ایسے شخص کو جو عالم دین ہے۔ اور اپنی جماعت کے لوگوں کی دینی تعلیم و تربیت کے فرائض ادا کرتا ہے۔ ایسی سزا دینا۔ اور اس قدر مشقت لینا۔ جو چوروں۔ ڈاکوؤں اور قاتلوں سے لی جاتی ہے۔ نہایت ہی قابل شرم بات ہے۔ حالانکہ مولوی صاحب موصوف نے کسی ایسے فعل کا ارتکاب نہیں کیا۔ جو مذہبی یا اخلاقی یا قانونی لحاظ سے جرم ہو۔

دراصل ان کا احمدی ہونا۔ اور اپنے ابنائے وطن و قوم کی مذہبی اور اخلاقی تربیت کرنا ہی اتنا بڑا جرم ہو گیا۔ کہ ان کے ساتھ نہایت وحشیانہ اور خلاف تہذیب سلوک کیا گیا۔ اور کیا جا رہا ہے۔ ہمیں جہاں اس بارے میں سخت رنج اور تکلیف ہے۔ وہاں اس بات کی خوشی بھی ہے۔ کہ اس قسم کی آزمائش ہمارے نوجوانوں میں پہلے سے بھی زیادہ اپنی قوم اور اپنے وطن کی خدمت کا جوش پیدا کر دیگی۔ ہم مولوی صاحب موصوف کو بے گناہی اور مخلوق خدا کی خدمت کے بدلے سخت قید اور مشقت کی تکالیف اٹھانے پر مبارکباد کہتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ انہیں صحت و عافیت کے ساتھ رکھے۔

جدید وزیر اعظم کشمیر سے مسلمانوں کے مطالبات

مسلمانانِ جموں کے عظیم الشان جلسے کی اہم قراردادیں

شاہی مسجد جموں میں بعد نماز جمعہ ایک عظیم الشان اجتماع میں جو ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام منعقد ہوا حسب ذیل قراردادیں منظور ہوئیں:۔

(۱) مسلمانانِ جموں کا یہ عظیم الشان اجتماع سابق متعصب وزیر اعظم کی علیحدگی پر بے حد اظہارِ مسرت کرتا ہوا خداتعالےٰ کی بارگاہ عالی میں بعد ادائے دوگانہ بعجز و نیاز شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنے عاجز بے پناہ ناکردہ گناہ مسلمانوں پر فضل عمیم فرماتے ہوئے ان کو اس کے پنجۂ ظلم سے نجات دی۔ اس نے نہ صرف مسلمانوں کو تختۂ مشق ستم بنایا۔ بلکہ اپنے ظلم سے حکومت کے وقار کو بھی مٹا دیا۔

(۲) مسلمانوں کا یہ اجتماعِ عظیم لفٹنٹ کرنل ای۔ جے۔ ڈی کالون صاحب بہادر کو ان کے عہدہ جلیلہ (وزیر اعظم ریاست) پر فائز ہونے کی مبارکباد پیش کرتا ہے۔ اور یقین کرتا ہے۔ کہ اب جبکہ حکومت کی عنان آپ جیسے قابل و منصف مزاج افسر کے ہاتھ میں آچکی ہے۔ تو ریاست میں پورے طور پر صحیح معنوں میں امن قائم ہو جائے گا۔ اور ریاست کے ہر طبقہ سے بالحاظ و تمیز پورا انصاف کیا جائے گا۔ علاوہ ازیں یہ اجتماع شکریہ ادا کرتا ہے۔ کہ وہ ایسوسی ایشن کے وفد سے نہایت خندہ پیشانی اور فراخدلی سے پیش آئے اور حالات کو غور سے سننے کے بعد مسلمانوں کی شکایات اور تکالیف کے ازالہ کے متعلق تحقیقات کا وعدہ فرمایا۔

(۳) یہ اجتماع عظیم پنڈت ٹھاکر داس کے بطور سشن جج مقرر ہونے کے خلاف پرزور احتجاج کرتا ہے۔ کیونکہ یہ وہ شخص ہے۔ کہ جس نے بندش خطبہ عید کے معاملہ میں ابتدائی فتنہ عظیم کے پیدا کرنے اور ہر ممکن کوشش سے اس کو بھڑکانے۔ نیز دیگر متعدد معاملات میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس لگانے میں کافی سے زیادہ حصہ لیا ہے۔ ایسے جانبدار شخص کا اس ذمہ وار عہدہ پر مقرر کیا جانا مصلحت عامہ کے خلاف اور مسلمانوں کی مزید دل آزاری کا باعث ہے۔ اس لئے وزیر اعظم صاحب سے استدعا کرتا ہے۔ کہ پنڈت ٹھاکر داس کو اس ذمہ وار عہدہ سے علیحدہ کیا جائے۔ جو امن بحال کرنے کے لئے بے حد ضروری ہے۔

(۴) تمام مہذب حکومتیں سیاسی اسیروں کے ساتھ عام اخلاقی قیدیوں کے مقابلہ میں اچھا سلوک کرتی ہیں۔ اور انہیں قابل قدر درجہ دیتی ہیں لیکن ریاست کے محترم سیاسی قیدیوں کے متعلق جو اطلاعات موصول ہو رہی ہیں۔ ان سے نئے وزیر اعظم صاحب بہادر کی توجہ مبذول کراتا ہوا ان سے امید رکھتا ہے کہ ریاست کے محترم سیاسی قیدیوں سے مہذب حکومتوں کی طرح سلوک روا رکھنے کا جلد از جلد انتظام کیا جائے۔ نیز انہیں بہت جلد رہا کر کے مکدر فضا کو پر امن بنایا جائے۔

(۵) مسلمانوں کا یہ اجتماع پرزور مطالبہ کرتا ہے۔ کہ ریاست کی گول میز کانفرنس میں بلحاظ تناسب آبادی مسلمانوں کے نمائندے لئے جائیں۔ کیونکہ اس کے بغیر کانفرنس میں مسلمانوں کی صحیح نمائندگی قطعاً ناممکن ہے۔

(۶) مسلمانوں کا یہ اجتماع عدالت میرپور کے اس غیر منصفانہ رویہ پر اظہار افسوس کرتا ہے جس نے چونی لال کھتری سکنہ بموال تحصیل میرپور کو ضمانت پر رہا کر کے اختیار کیا۔ حالانکہ اس نے دو بے گناہ مسلمانوں کو دانستہ

حکومت کا رویہ نہایت افسوسناک معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع

لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اشعار پر تضمین

۶ مارچ ۱۹۳۲ء کو لیکھرام کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کے پورا ہونے کا جو جلسہ قادیان میں ہوا۔ اس میں یہ تضمین پڑھی گئی:۔

دکھائی اپنے بندے کے لئے اللہ نے غیرت، | کہ جس سے اہلِ عالم ہو رہے ہیں محوِ صد حیرت
یہ کی تھی پیشگوئی اس نے باصد شان اور شوکت | خدا ظاہر کرے گا اک نشاں پُر رعب و پُر ہیبت،

دلوں میں اس نشاں سے استقامت آنیوالی ہے،

رسُول اللہ کی توہین کرتے تھے عدو ناحق، | مسلمانوں کے سینے گالیوں سے ہو گئے تھے شق
جلالی معجزہ سے کر دیئے مونہہ آریوں کے فق | بہت بڑھ بڑھ کے باتیں کیں انہوں نے اور چھپایا حق

نہ رکھا یاد یہ اک دن ندامت آنے والی ہے،

مقابل پر جو آئے گا ہمارے مونہہ کی کھائے گا، | ہر اک مغرور اپنا سر اسی در پر جھکائے گا۔
مسیحا پر ہے کون ایسا نہ جو ایمان لائے گا، | نشاں کو دیکھ کر انکار کب تک پیش جائے گا،

ارے اک اور جھوٹوں پر قیامت آنے والی ہے

خدا کے نور سے محروم کیوں دنیا سے جاتا ہے | ہماری ضد میں ناحق دولتِ ایماں گنواتا ہے،
صداقت کھل چکی اب کس لئے باتیں بناتا ہے | یہ کیا عادت ہے کیوں سچی گواہی کو چھپاتا ہے،

تری اک روز اے گستاخ شامت آنے والی ہے

کہا تھا احمدِ مرسل نے میں ہی غالب آؤں گا | نہ میدانِ وغا میں پیٹھ دشمن کو دکھاؤں گا،
ترانے کامیابی کے اسی دنیا میں گاؤں گا | خدا رسوا کرے گا تم کو میں اعزاز پاؤں گا

سنو اے منکرو اب یہ کرامت آنے والی ہے،

شاکر

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ہیا ریلوے اسٹیشن پر

مخلصانہ استقبال

۱۳ مارچ ۱۹۳۲ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے پرائیویٹ سکرٹری صاحب کے ایک پیغام سے معلوم ہوا۔ کہ حضور صبح ۱۴ مارچ مالیر کوٹلہ سے تشریف لائینگے۔ اور ۷۹ پسنجر گاڑی سے قادیان تشریف لے جائینگے۔ اس کی اطلاع مقامی احباب کو کر دی گئی۔ اور مردوں، عورتوں اور بچوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ بچوں کی خوشی تو عید کی خوشی سے بھی بڑھ کر تھی۔ احمدیوں کے علاوہ غیر احمدیوں میں سے بھی جس جس نے حضور کی آمد کی خبر سنی۔ وہ زیارت کے لئے آ گئے۔

۱۴ مارچ کی صبح کو ۷۹ میں حضور و حضور کے ہمراہیوں کے لئے ایک کمپارٹمنٹ ریزرو کراتے اور استقبال کا انتظام کرنے کے لئے سٹیشن پر چلا گیا۔ مقامی اصحاب کے علاوہ مستورات اور بچے بھی خوشی خوشی اپنے محبوب امام کی زیارت سے مستفیض ہونے کے لئے پہونچ گئے۔ ریلوے سٹاف میں سے میرے دوست مسٹر اعجاز حسین ٹکٹ کلکٹر و مسٹر غلام فرید ٹرین ڈسپیچر خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ میں نے یوروپین سٹاف کو بھی اطلاع دے دی جب حضور مالیر کوٹلہ والی گاڑی سے تشریف لائے۔ تو ایک پلیٹ فارم سے دوسرے پلیٹ فارم تک جاتے ہوئے بھی بہت سے دوستوں نے مصافحہ کئے۔ دوسرے پلیٹ فارم پر بہت سے لوگ حضور سے ملنے کے لئے کھڑے تھے حضور نے سب سے مصافحہ کیا۔ ریلوے انگریز حکام مسٹر سی۔ کو اٹیلو سٹیشن ماسٹر لدھیانہ اور مسٹر ہیکاک ٹریفک انسپکٹر لدھیانہ بھی حضور کی زیارت کے لئے موجود تھے۔ دونوں کا حضور سے تعارف کرایا گیا۔

میں نے فوٹو کا بھی انتظام کیا ہوا تھا۔ پلیٹ فارم پر حضور کی ایک کثیر مجمع میں تصویر لی گئی۔ اس میں مسٹر کواٹیلو بھی شریک ہیں۔

ریلوے سٹاف کے بعض ہندو دوست جن کو قلت وقت میں اطلاع نہ ہو سکی۔ دوسرے روز تک مجھ سے شکوہ کرتے رہے۔ کہ ہم نے درشن کرنا تھا۔ ہم کو نہ بلایا۔ غرض ایک کثیر مجمع نے حضور کا استقبال کیا۔

خاکسار رشید محمد عبدالرحیم سکرٹری انجمن احمدیہ لدھیانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۱۲ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۲ء | جلد ۱۹

پس ماندہ اقوام کو ہندوؤں کے ساتھ رہنا چاہیئے؟
یا
اپنے لئے علیحدہ حقوق کا مطالبہ کرنا چاہیئے

ہندوؤں کے چکمے

آج کل ہندو لیڈر اور ہندو اخبارات اچھوت اقوام کے گلے میں اپنی غلامی کا دیرینہ طوق ڈالے رکھنے کے لئے بلکہ اسے اور زیادہ بھاری اور مضبوط بنانے کے لئے جو چکمے دے رہے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اچھوت اقوام سے کہا جاتا ہے۔ اگر انہوں نے ہندوؤں سے علیحدہ ہو کر سیاسی اور ملکی حقوق حاصل کئے۔ تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ وہ قیامت تک اچھوت ہی رہیں گے۔ اور انسانی سوسائٹی میں انہیں کوئی درجہ حاصل نہ ہو سکے گا۔ چنانچہ "ملاپ" (۲۴ فروری) لکھتا ہے:۔

"ہندوستان بھر کے اچھوت یک زبان ہو کر اعلان کر دیں کہ ہم ہندوؤں سے الگ کسی قسم کے خاص حقوق نہیں چاہتے۔ ہم اپنے لئے جداگانہ انتخاب اور جداگانہ نشستیں نہیں چاہتے۔ ہم ہندوؤں کے انگ سنگ رہیں گے۔ اسی جاتی کے بچے ہیں۔ اسی جاتی میں پیدا ہوئے۔ اور اسی جاتی میں مر جائیں گے"

یہ خود غرضانہ مشورہ دینے کے بعد "ملاپ" توقع ظاہر کرتا ہے:۔

"امید ہے۔ کہ تمام اچھوت بھائی فرنچائز کمیٹی کے سامنے یہی مطالبہ کریں گے۔ اور اسے صاف الفاظ میں کہدیں گے۔ کہ وہ ہندوؤں سے الگ ہو کر قیامت تک اچھوت رہنا نہیں چاہتے ہیں۔ بلکہ ہندوؤں کے ساتھ رہ کر اس وقت تک کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ جب آریہ سماج کی آواز سُنی جائے۔ اور اچھوت کا لفظ ہی فراموش ہو جائے۔ اور کسی قسم کا بھید بھاؤ باقی نہ رہے"

کیا اچھوت ہندو جاتی کے بچے ہیں

ہندوؤں نے اگر کبھی اچھوت اقوام کو ہندو جاتی کے بچے سمجھا ہوتا۔ یا انہیں اپنے ساتھ ملایا ہوتا۔ اور یہ تو بڑی بات ہے کبھی انسان ہی قرار دیا ہوتا۔ تو آج "اچھوت" ایسا گھناؤنا اور قابل نفرت لفظ جسے ہندو کتے بلیوں کے متعلق بھی استعمال نہیں کرتے۔ انسانوں کی نسبت ان کے مونہوں سے سنائی نہ دیتا۔ لیکن جب کہ ہندو نہ صرف عرصہ دراز سے اس لفظ کو بڑے اہتمام اور کوشش سے قائم رکھے چلے آرہے ہیں۔ بلکہ جن لوگوں کو اس کا مصداق سمجھتے ہیں۔ ان کے ساتھ ناپاک سے ناپاک حیوانوں سے بھی بدتر سلوک کرتے ہیں۔ تو کس طرح سمجھ لیا جائے۔ کہ اب صحیح معنوں میں انہیں اپنے بھائی کہہ رہے ہیں۔ اور ان کی خیر خواہی کے لئے اپنے ساتھ ملا رہے ہیں۔ یہ تو پسماندہ اقوام کی بیداری اور اپنے حقوق کے متعلق احساس پیدا ہونے کا نتیجہ ہے کہ ہندو انہیں ہندو جاتی کے بچے کہکر اپنے انگ سنگ رکھنا چاہتے ہیں تاکہ ان کی تعداد کو جو کوئی معمولی نہیں۔ بلکہ چھ اور سات کروڑ کے قریب قریب ہے۔ اپنی تعداد میں دکھا کر بہت زیادہ سیاسی اور ملکی حقوق حاصل کر سکیں۔

ناقابل فہم اور بے حد لغو بات

رہی بات یہ کہ اگر پسماندہ اقوام نے اپنے حقوق علیحدہ حاصل کر لئے۔ تو وہ قیامت تک اچھوت ہی رہیں گی۔ یہ قطعاً ناقابل فہم اور بے حد لغو بات ہے۔ اگر مسلمان اور ہندوستان کی دوسری اقلیتیں جداگانہ انتخاب اور جداگانہ نشستیں حاصل کر کے نہ صرف اپنے آپ کو اکثریت کی دست برد سے محفوظ رکھ سکیں گی۔ بلکہ ترقی بھی کر سکیں گی۔ تو یقیناً پسماندہ اقوام کے لئے بھی علیحدہ حقوق حاصل کرنا ان کی ترقی اور بہتری کا موجب ہوگا۔ وہ ان ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی بجائے جو انہیں حیوانوں سے بھی بدتر سمجھتے ہیں۔ ان سے علیحدہ ہو کر ضرور ترقی اور خوشحالی حاصل کر سکیں گی۔

اچھوتوں کو ہندوؤں کی صدیوں کی غلامی سے کیا حاصل ہوا

کیا ہزار ہا سال ہندوؤں کے ساتھ رہ کر نہیں۔ بلکہ ان کی غلامی میں زندگی بسر کرتے ہوئے انہوں نے دیکھ نہیں لیا۔ کہ ان کے اچھوت پن میں ایک ذرہ بھی کمی واقعہ نہیں ہوئی۔ بالفاظ "ملاپ" (۲۷ فروری) ہندوؤں کا اپنا بیان یہ ہے۔ کہ

"صدیوں سے اچھوت محض دہرم کے خیال سے ہندوؤں کے ساتھ لگے رہے۔ بڑے سے بڑے لالچ بھی انہیں ہندوؤں سے علیحدہ نہ کر سکے۔ بھاری سے بھاری ذلت بھی انہیں ہندو جاتی کی دشال گود سے باہر نہ نکال سکی"

لیکن کیا ہندو بتا سکتے ہیں۔ کہ اس صدیوں کے طویل عرصہ میں ہندوؤں کے ساتھ لگے رہنے سے اچھوتوں کو کیا حاصل ہوا؟ بڑے سے بڑے لالچ میں نہ آکر ہندوؤں سے علیحدہ نہ ہونے پر انہیں کیا ملا۔ بھاری سے بھاری ذلت برداشت کرتے ہوئے ہندو جاتی کی دشال گود سے نہ نکلنے پر ان کی حالت میں کیا تغیر آیا۔ کیا ان کی اتنی بڑی قربانیوں اور اتنی کٹھن مصائب کی جو انہوں نے صدیوں ہندوؤں کی خاطر جھیلیں ہندوؤں نے کوئی قدر کی۔ کیا انہیں اپنے جیسا انسان سمجھا۔ کیا ان سے انسانیت کا سا سلوک کیا گیا۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ہندو اب کس مونہہ سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ "ہندوستان بھر کے اچھوت یک زبان ہو کر اعلان کر دیں۔ کہ ہم ہندوؤں سے الگ کسی قسم کے حقوق نہیں چاہتے"۔ ہندوؤں کے ساتھ رہ کر اور صدیوں ساتھ رہ کر ان اقوام نے دیکھ لیا۔ کہ ان کی دردناک حالت میں کچھ بھی تغیر نہیں آیا۔ اور ہندو انہیں قطعاً انسان سمجھنے اور انسانوں کا سا سلوک کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ پھر اب جب کہ ان کے لئے ہندوؤں سے علیحدہ ہونے کا موقعہ خدا نے پیدا کیا ہے۔ اور انہیں علیحدہ حقوق حاصل ہونے کی امید بندھی ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائیں۔

ہندوؤں کی ستم ظریفی

مگر ہندوؤں کی ستم ظریفی ملاحظہ ہو۔ اچھوت اقوام سے تو یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ وہ اسی وقت یہ اعلان کر دیں۔ کہ "ہم ہندوؤں سے الگ کسی قسم کے خاص حقوق نہیں چاہتے۔ ہم اپنے لئے جداگانہ انتخاب اور جداگانہ نشستیں نہیں چاہتے"۔ لیکن خود اپنے شرمناک اور انسانیت کش سلوک میں اب بھی کوئی تبدیلی کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ بلکہ پسماندہ اقوام سے ہی یہ کہلانا چاہتے ہیں۔ کہ "اچھوت ہندوؤں کے ساتھ رہ کر اس وقت کا انتظار کرنا چاہتے ہیں۔ جب آریہ سماج کی آواز سُنی جائے۔ اور اچھوت کا لفظ ہی فراموش ہو جائے"۔ حالانکہ انسانیت اور انصاف کا تقاضا یہ ہے۔ کہ جب ہندو اپنی کچلی اور تباہ کی ہوئی اقوام سے یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ وہ اب بھی اپنے لئے علیحدہ حقوق کا مطالبہ نہ کریں۔ تو انہیں خود بھی یہ اعلان کرنا چاہیئے۔ کہ پہلے جو کچھ ہو چکا۔ سو ہو چکا۔ اب ہم "اچھوت" کا لفظ ہی فراموش کئے دیتے ہیں۔ اور تمام ان اقوام کو جن کے متعلق یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اپنے جیسا انسان سمجھتے۔ اور وہ تمام حقوق دیتے ہیں۔ جو برہمن اور کھشتری کہلانے والوں کو حاصل ہیں۔ اب پسماندہ اقوام میں اور اعلےٰ ذات کہلانے والے ہندوؤں میں کوئی

فرق نہیں ہوگا۔ اور آپ نے عمل سے اسے ثابت کر کے دکھا دیں۔ لیکن عملی طور پر ثابت کرنا تو کجا۔ اس قسم کی کوئی بات وُہ زبان پر لانے کے لئے بھی تیار نہیں ہیں۔ بلکہ اس وقت تک انتظار کرنے کی ہدایت دے رہے ہیں۔ جبکہ آریہ سماج کی آواز سُنی جائے۔ اور "اچھوت" کا لفظ فراموش ہو جائے۔

آریہ سماج کی آواز کیا ہے؟

معلوم نہیں آریہ سماج کی وُہ کونسی آواز ہے جس کے سُنے جانے کا وُہ انتظار کرانا چاہتے ہیں۔ اور اس سے کیونکر "اچھوت" کا لفظ فراموش ہو جائے گا۔ اگر آریہ سماج کی آواز سے وُہی آواز مراد ہے جو بانی آریہ سماج نے بلند کی۔ تو ہم صاف اور واضح الفاظ میں بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ وُہ آواز نہ تو اچھوتوں کے حق میں ہے۔ اور نہ اس سے انہیں کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کیا آریہ صاحبان دیانند جی کی تصانیف اور خصوصاً "ستیارتھ پرکاش" میں سے کوئی ایک فقرہ بھی ایسا پیش کر سکتے ہیں۔ جس میں اچھوتوں کو دُوسرے ہندوؤں کے مساوی قرار دیا گیا ہو۔ اور ان سے انسانیت کا سلوک کرنے کی تلقین کی گئی ہو۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو پھر کونسی ہے وُہ آواز جس کے سُنے جانے کا انتظار کرنے کے لئے اچھوت اقوام سے کہا جا رہا ہے؟

ہندوؤں کے نزدیک اچھوتوں کی کوئی ہستی نہیں

اس کے مقابلہ میں ہم یہ ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ بانی آریہ سماج نے ویدک دھرم کی تعلیمات کے رُو سے اچھوتوں کی ہستی کو ہی سرے سے تسلیم نہیں کیا۔ چنانچہ انہوں نے ہندوؤں کے صرف چار ہی ورن یعنی برہمن۔ کھشتری۔ ویش اور شودر۔ قرار دیئے ہیں۔ اور انہی کو یہ حکم دیا ہے کہ

"چاروں ورنوں کو باہم محبت۔ فیض رسانی۔ نیک سلوک۔ رنج و راحت۔ نفع و نقصان میں ہم خیال ہو کر سلطنت اور رعیت کی ترقی میں دل و جان اور مال کو صرف کرتے رہنا چاہیئے" (ستیارتھ پرکاش ص ۱۲۹)

اس کا دوسرے الفاظ میں یہ مطلب ہے۔ کہ جو لوگ ان چاروں ورنوں کے نہ ہوں۔ ان کے ساتھ ہندوؤں کو نہ تو محبت کرنی چاہیئے۔ نہ کسی قسم کا فیض پہنچانا چاہیئے۔ نہ ان سے نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ نہ ان کے رنج و راحت اور نفع و نقصان کا خیال کرنا چاہیئے۔ اور نہ انہیں سلطنت کے کاموں میں شریک کرنا چاہیئے۔ اس صاف اور واضح ہدایت کے ہوتے ہوئے کس طرح ممکن ہے۔ کہ اچھوت اقوام کے ساتھ جو مذکورہ بالا چاروں ورنوں میں سے کسی میں بھی شامل نہیں ہیں۔ ہندو کبھی انسانیت کا سلوک کر سکیں۔

اچھوتوں کی شدھی

پھر آریوں کی طرف سے اچھوتوں کی شدھی کے جو اعلانات ہوتے رہتے ہیں۔ ان سے بھی ظاہر ہے۔ کہ آریہ صاحبان ان اقوام کے لوگوں کو اس وقت تک ذلیل اور ناپاک ہی سمجھتے ہیں۔ جب تک ان کے گلے میں شدھی کا پھندا نہ ڈال لیں۔ اور اپنی خاص رسوم پر ان سے عمل نہ کرا لیں۔ لیکن اس کے بعد بھی انہیں اپنے برابر نہیں قرار دیتے۔ بلکہ انہیں دور دور ہی رکھتے ہیں۔ البتہ "اچھوت" کا لفظ ان کے متعلق استعمال نہیں کرتے۔ اگر "اچھوت" لفظ کے فراموش ہونے کا یہی طریق آریوں کے مدنظر ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ آریہ ان اقوام کی ہستی کو ہی نابود کر دینا چاہتے ہیں۔ اور انہیں اس وقت کا انتظار کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں جبکہ وُہ آریوں کی غلامی اختیار کر کے اپنا نام و نشان ہی مٹا دیں۔ اور موجودہ حالت سے بھی بدتر حالت میں پہنچ جائیں کیونکہ اس وقت اگرچہ ہندو ان سے انسانیت سے نہایت گرا ہوا سلوک کرتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے ان کی قومیت اور علیحدہ ہستی تو موجود ہے۔ لیکن شدھی کے ذریعہ جب یہ بھی مٹا دی گئی۔ اور ادھر اپنے مساوی حقوق نہ دیئے گئے۔ تو اس کا یہی نتیجہ ہوگا۔ کہ پسماندہ اقوام بد سے بدتر حالت میں چلی جائیں گی۔

کیا فیصلہ کرنا چاہیئے

اب یہ فیصلہ کرنا پسماندہ اقوام کے لوگوں کا کام ہے۔ کہ انہیں ہندوؤں کے ساتھ رہ کر اس وقت کا انتظار کرنا چاہیئے جب ان کا نام و نشان بھی مٹا دیا جائے۔ اور ہندو ورنوں میں بھی داخل نہ کیا جائے یا ہندوؤں سے علیحدگی اختیار کر کے جداگانہ انتخاب اور جداگانہ نشستوں کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ اور اس طرح اپنی ترقی اور باعزت زندگی کے سامان پیدا کرنے چاہئیں۔

ہندوؤں میں شودروں کی حالت

کتنے تعجب کی بات ہے۔ کہ وُہ آریہ اچھوتوں کو آریہ سماج کی آواز سنے جانے کا جھوٹا وعدہ دے رہے ہیں جن کے بانی نے اپنے دھرم کی ہدایات کے ماتحت ہندوؤں میں سے بھی شودر ورن کی قسمت میں ذلت و خواری کے سوا کچھ نہیں لکھا۔ اور اسے دُوسرے ورنوں کے مقابلہ میں نہایت ذلیل قرار دیا ہے۔ چنانچہ پہلا امتیاز تو شودر اور دوسرے ورنوں میں یہ رکھا ہے۔ کہ شودروں کو جنیو پہننے اور مقدس منتر پڑھنے سے روک دیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"برہمن تینوں ورن یعنی برہمن۔ کھشتری و ویش کا کھشتری۔ کھشتری اور ویش کا۔ اور ویش صرف ویش ورن کا یگیو پویت (جینو) کرا کے پڑھا سکتا ہے۔ اور جو خاندانی نیک چلن شودر ہو۔ تو اس کو منتر سنگھتا چھوڑ کر سب شاستر پڑھاوے۔ اور شودر پڑھے۔ لیکن اس کا اپ نین (جینو) نہیں کرنا چاہیئے۔" (ستیارتھ ص ۵۹)

اچھوت اقوام اس سے اندازہ لگا سکتی ہیں۔ کہ جہاں ہندو اپنے ایک ورن کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہوں۔ وہاں اگر وُہ خدانخواستہ شدھ ہو جائیں۔ تو ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائیگا۔ جبکہ وُہ شودر ورن سے بھی ادنیٰ سمجھے جائیں گے۔

پھر یہی نہیں کہ شودر کا حلقہ عمل۔ اور اس کی زندگی کا مقصد مُدعا یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ وہ

"شودر کو چاہیئے۔ کہ مذمت حسد۔ غرور وغیرہ عیبوں کو چھوڑ کر برہمن کھشتری اور ویشوں کی خدمت مناسب طور پر کرے۔ اور اسی سے اپنا وجہ معاش پیدا کرے۔ شودر کا یہی ایک کام اور وصف ہے۔" (ستیارتھ ص ۱۰۵)

دوسری جگہ لکھا ہے:۔ "شودر سب خدمتوں میں ہوشیار۔ کھانا پکانے کے علم میں ماہر ہو۔ نہایت محبت سے دوجوں کی خدمت کرے۔ انہی سے اپنی روزی بسر کرے۔ اور دوج لوگ اس کے کھانے پینے۔ پوشاک مکان۔ بیاہ وغیرہ میں جو کچھ خرچ ہو سب کچھ دیں۔" ص ۱۲۹۔

ہندوؤں میں باعزت زندگی حاصل نہیں ہو سکتی

اول تو امید نہیں۔ کہ اچھوت اقوام اگر اپنے آپ کو شدھی کی دیوی کی بھینٹ کر دیں۔ تو بھی انہیں شودر ورن میں داخل کر لیا جائے۔ لیکن اگر ایسا ہو بھی جائے۔ تو پھر بھی انہیں سوائے دوجوں کی خدمتگزاری اور کھانے۔ پینے اور پہننے میں ان کی محتاجی کے کیا حاصل ہو سکتا ہے۔

غرض کوئی صُورت بھی ایسی نہیں۔ کہ پسماندہ اقوام ہندوؤں کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی کر کے بھی ان میں شامل رہ کر عزت اور وقار۔ آسودگی اور خوشحالی کی زندگی بسر کر سکیں۔ ان کے لئے بہترین طریق یہی ہے۔ کہ ہندوؤں سے کلیتہً علٰحدہ حقوق حاصل کریں۔ پھر جو صورت اپنے لئے بہترین سمجھیں۔ وُہ آزادی کے ساتھ اختیار کر لیں۔

ڈی۔ اے۔ وی کالج کے طلباء ڈاکہ زنی کے الزام میں گرفتار ہو گئے

۱۰ مارچ کی رات کو کناری بازار لاہور میں چند مسلح نوجوانوں نے ایک ہندو کی دوکان پر جبکہ وہاں روپیہ گنا جا رہا تھا۔ مسلح ڈاکہ ڈالا۔ اور آتشین اسلحہ کا استعمال کیا۔ لیکن شور و غل برپا ہو جانے کی وجہ سے ناکام رہے اور اپنی سائیکلیں اور بعض دُوسری اشیاء چھوڑ کر بھاگ گئے۔

ہندو اخبارات نے اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا۔ کہ "مالکان فرم کا بیان ہے۔ کہ چاروں ڈاکو مسلمان معلوم ہوتے تھے۔ اور بالکل نوجوان تھے۔" ایک ہندو فرم پر ڈاکہ زنی کے سلسلہ میں ڈاکوؤں کے مسلمان ہونے کا اعلان کرنا ہندو مسلمانوں میں خواہ مخواہ اشتعال پیدا کرنے والی شرارت تھی لیکن شکر ہے۔ دوسرے ہی دن ڈاکوؤں کے گرفتار ہو جانے سے ظاہر ہو گیا۔ کہ وُہ ڈی۔ اے۔ وی کالج کے آریہ طالب علم تھے۔ اور انہوں نے اپنی حفاظت گاہ ڈی۔ اے۔ وی کالج ہوسٹل کا ایک کمرہ بنایا ہوا تھا جہاں اندر سے دروازہ بند کر کے بیٹھے تھے۔ کہ پولیس نے پہنچ کر انہیں گرفتار کر لیا۔ اور تلاشی لینے پر ہر ایک کے قبضہ سے ایک ایک فٹ لمبے کمانی دار چاقو ملے۔ اور ایک کے قبضہ سے کلوروفارم کی شیشی بھی نکلی۔

ہم اس امر کی تحقیقات حکام کے سپرد کرتے ہُوئے۔ کہ ان نوجوانوں کو دیانند کالج کے ہوسٹل میں رہ کر ڈاکہ ڈالنے۔ اس کے لئے مسلح تیاری کرنے اور پھر ہوسٹل میں ہی آکر پناہ گزین ہونے کا کیونکر موقعہ ملا۔ اور ہوسٹل کے ذمہ وار لوگوں نے ان کی خطرناک سرگرمیوں کو کیوں نظر انداز کئے رکھا۔ یہ کہنا چاہتے ہیں۔ کہ اس قسم کی وارداتیں تشدد کا ارتکاب کرنے والے گمراہ نوجوانوں ... [illegible] قانون شکنی کرتے ہیں۔ یہ حکام کے خلاف تشدد کا ارتکاب کر سکتے ہیں۔ ان کے اگر اس فعل کی پُرزور مذمت نہ کی جائے۔ تو دُوسرے وقت اپنوں کو بھی نشانہ ستم بنانے میں دریغ نہیں کرتے۔ اور یہ تازہ واقعہ اس امر کی بالکل واضح مثال ہے۔ ہر ذمہ دار اور امن پسند

جماعت احمدیہ دہلی میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر

خان صاحب منشی برکت علی صاحب کی الوداعی دعوت کے موقعہ پر

۶ر مارچ جماعت احمدیہ شملہ و دہلی نے جناب خان صاحب منشی برکت علی صاحب کو جو ایک لمبی اور قابل تعریف ملازمت کے بعد پنشن پر جا رہے ہیں۔ رتالکٹورہ پارک میں ایک شاندار گارڈن پارٹی دی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے باوجود اپنی بے حد مصروفیتوں کے اس تقریب میں شمولیت فرمائی دونوں جماعتوں کے افراد کے علاوہ بہت سے معزز غیر احمدی اصحاب بھی مدعو تھے۔ جماعت دہلی کا ایڈریس جناب بابو اکبر علی صاحب جنرل سیکرٹری نے پڑھا۔ اور جماعت شملہ کی طرف سے بابو عبدالسلام صاحب نے پڑھ کر سنایا اور ایک نسخہ قرآن کریم جماعت کی طرف سے بطور تحفہ پیش کیا جسے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مبارک ہاتھوں سے خان صاحب کو عطا فرمایا۔ اس کے بعد خان صاحب منشی برکت علی صاحب نے دونوں ایڈریسوں کا جواب دیا آخر میں حضرت اقدس نے ایک مختصر تقریر فرمائی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

فرمایا:۔

قادیان میں اس قسم کی دعوتوں پر میں عموماً تقریر کیا کرتا ہوں۔ کیونکہ وہاں میری حیثیت میزبان کی ہوتی ہے۔ اور ہر جانے والے کو الوداع اور آنے والے کو خیر مقدم کہہ سکتا ہوں لیکن یہاں بوجہ مختصر قیام کے میں خود مہمان کی حیثیت رکھتا ہوں۔ اس لئے میں نہیں سمجھتا۔ میں کن جذبات کا اظہار کروں۔ آپ لوگ خان صاحب سے جدا ہو رہے ہیں۔ اور جدائی کو محسوس کر رہے ہیں۔ لیکن آپ سے جدا ہو کر خانصاحب میرے پاس قادیان آرہے ہیں۔ اس لئے نہ تو میں ان کو الوداع کہہ سکتا ہوں۔ اور نہ جدائی کے متعلق وہ جذبات میرے اندر پیدا ہو سکتے ہیں۔ جو آپ لوگوں کے دلوں میں ہیں۔ میرے اندر تو اس وقت خوشی کے جذبات ہیں۔ اور باوجود آپ کے رنج کے مجھے خوش ہونا چاہیئے۔ لیکن چونکہ دوستوں کی خواہش ہے اس لئے کچھ بیان کرتا ہوں۔

ایک غلطی کی اصلاح

پہلی بات ایڈریس کے ایک فقرہ کے متعلق کہنا چاہتا ہوں اگرچہ میں جانتا ہوں۔ کہ لکھنے والے نے جان بوجھ کر نہیں۔ بلکہ غلطی سے لکھا ہے۔ لیکن چونکہ وہ قابل اصلاح ہے۔ اس لئے میرا فرض ہے کہ میں اس کی اصلاح کروں۔ بلکہ اس سے پہلے بھی میری خواہش تھی کہ جب کبھی موقعہ ملے اس بات کی اصلاح کروں۔ اب چونکہ ایسا موقعہ میسر آگیا ہے۔ اس لئے میں اس کی اصلاح ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ فقرہ اس رنگ کا ہے۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل اور خلیفہ کی دعاؤں سے ایسا ہوا یعنی خدا کے فضل کے ساتھ خلیفہ کی دعاؤں کو شریک بنایا گیا ہے حالانکہ اللہ تعالےٰ کے فضل کے ساتھ کسی خدا کے بندے کو شریک کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شرک ہے۔ یہ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ خلیفہ کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل نازل ہوا۔ لیکن جس فقرہ کا میں ذکر کر رہا ہوں۔ اس میں خلیفہ کی دعاؤں کو خدا کے فضل کے برابر قرار دیا گیا ہے حالانکہ ہر کام خدا کے فضل کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مجالس میں بھی بعض لوگوں نے اس قسم کے فقرے کہے۔ تو آپ نے اصلاح فرما دی۔ اور فرمایا۔ اللہ کے ساتھ ہمارا ذکر مت کرو۔ ہاں دعاؤں کے ساتھ خدا کا فضل نازل ہوتا ہے۔ میں جانتا ہوں۔ کہ لکھنے والے کے دل میں یہ خیالات نہ تھے۔ لیکن میرا بحیثیت خلیفہ فرض ہے کہ اس غلطی کی طرف توجہ دلاؤں۔

جدائی پر رنج

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ جدائی پر رنج ایک طبعی امر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحبزادہ حضرت ابراہیم جب فوت ہوئے۔ تو حضورؐ کی آنکھوں سے بھی آنسو جاری ہو گئے۔ اس پر صحابہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ تو ہمیشہ ہمیں صبر کی تعلیم دیا کرتے ہیں۔ مگر آج آپ کی آنکھوں سے بھی آنسو بہ رہے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ ایسے موقعہ پر آنسوؤں کا جاری ہونا ایک طبعی امر ہے۔ پس وہ جو جدائی کا احساس نہیں رکھتا طبعی جذبات سے خالی ہے جس کا فقدان سنگدلی کی علامت ہے۔ صبر سنگدلی کا نام نہیں۔ بلکہ جزع فزع سے اپنے آپ کو روکنے کا نام ہے

مومن اور غیر مومن کی جدائی

پھر فرمایا:۔

جدائی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک مومن کی اور ایک غیر مومن کی غیر مومن کو جدائی میں تاریکی ہی تاریکی نظر آتی ہے۔ اور وہ اپنے ساتھ حسرتیں لئے جاتا ہے۔ برخلاف اس کے مومن جدائی میں بھی اپنے ساتھ بہت سی خوشیاں رکھتا ہے۔ مثال کے طور پر دیکھو۔ ایک سپاہی جو اپنے ملک کی خاطر لڑتا ہے۔ اسے میدان جنگ میں جب گولی لگتی ہے۔ تو اسے سوائے تاریکی کے اور کیا نظر آتا ہے۔ وہ ملک یا قوم جس کی خاطر وہ لڑا تھا۔ وہ ابھی آزاد نہیں ہوتی۔ عزیز و اقارب سے وہ علیحدہ ہو گیا۔ لیکن اسے نہیں معلوم کہ بعد میں ان سے کیا معاملہ ہونے والا ہے۔ نہ ہی اسے اپنے متعلق علم ہوتا ہے۔ کہ مستقبل میں اس کا کیا حشر ہو گا۔ غرضیکہ اسے تسلی دینے والی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اور چاروں طرف اس کے لئے تاریکی ہی تاریکی ہوتی ہے اور اس طرح وہ بے حد حسرتوں کے ساتھ جان دیتا ہے لیکن ایک مومن جو جہاد میں اس لئے جاتا ہے۔ کہ وہ خدا کے دین کی حفاظت کرے۔ اسے جب موت آتی ہے۔ تو اس کے لئے اپنے محبوب حقیقی سے ملنے کا راستہ کھول دیتی ہے۔ بیشک وہ اپنے عزیز و اقارب سے جدا ہوتا ہے لیکن وہ اس یقین کے ساتھ جدا ہوتا ہے۔ کہ وہ انبیاء سے ملنے والا ہے۔ جو ان اعزا سے بہت بہتر رفیق ہیں۔ پھر وہ سمجھتا ہے۔ کہ جدائی عارضی ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد وہ اعزا بھی اس کے ساتھ آملیں گے۔ وہ جانتا ہے۔ کہ موت اس کے لئے اس دنیا سے بہتر گھر کا دروازہ کھولنے والی ہے اس لئے مومن کی جدائی میں بھی ایک خوشی ہوتی ہے جو دوسروں کی جدائی میں نہیں ہوتی۔

مومن کے دنیاوی صدمے

دنیاوی جدائیوں اور صدموں پر بھی مومن خیال کرتا ہے۔ کہ قرآن کہتا ہے وبشر الصابرین۔ کہ مومن ایسے موقعہ پر صبر کرتا ہے۔ کیونکہ خدا کا وعدہ ہے۔ کہ اگر تم کسی چیز کی جدائی کے غم پر صبر کرو گے۔ تو اس سے بہتر چیز ملے گی پس دنیا کی جدائی میں بھی ایک اور سامان راحت پیدا کیا جاتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے زیادہ صادق الوعد اور کون ہو سکتا ہے۔ چونکہ خدا نے مومن کی کامیابی کے دروازے کھول رکھے ہوتے ہیں۔ اس لئے وہ کسی بات سے گھبراتا نہیں۔ ہر رنج اور تکلیف کو اپنے لئے بہتر خیال کرتا ہے۔ کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است
زیر آں گنج کرم بنہادہ است

پس مومن کے لئے ہر تکلیف ایک ترقی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

(دہلی ۵ مارچ) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی معیت میں تمام مجمع کا فوٹو لیا گیا۔ اپنی الوداع کے سلسلہ میں ۵ر مارچ خان صاحب کی اہلیہ محترمہ کو جو لجنہ اماء اللہ شملہ کی صدر ہیں۔ احمدی مستورات شملہ و دہلی نے پرتکلف پارٹی دی۔ اور ایڈریس ایک نقرئی طشتری میں پیش کیا۔ جس کا موصوفہ نے نہایت موزون جواب دیا۔

تحقیق الادیان

پنڈت دیانندجی کی تحریروں میں تناقض

قرآن مجید پر بیجا اعتراض

ستیارتھ پرکاش میں دیانندجی نے قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"کہیں تو قرآن میں لکھا ہے کہ اونچی آواز سے اپنے پروردگار کو پکارو۔ اور کہیں لکھا ہے کہ دھیمی آواز سے خدا کی یاد کرو۔ اب کہیئے کون سی بات سچی اور کون سی جھوٹی ہے۔ ایک دوسرے کے متضاد باتیں پاگلوں کی بکواس کی مانند ہوتی ہیں" صفحہ ۵۹۱

پنڈت جی کی درشت کلامی اور بدزبانی سے قطع نظر کرتے ہوئے کہ یہ جنس انہیں سب سے زیادہ میسر تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ وہ تضاد کی تعریف بھی نہیں جانتے تھے۔ اور محض بُرا بننے اور قرآن پر اعتراض کرنے کے لئے انہوں نے تضاد دکھانے کا دعویٰ کر دیا۔ حالانکہ جو مثال انہوں نے پیش کی ہے۔ اس میں کسی عقلمند کے نزدیک قطعاً کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ یہ مختلف حالتوں کے متعلق احکام ہیں۔ بعض موقعوں پر شریعت حکم دیتی ہے کہ بلند آواز سے ذکر کرو اور بعض دفعہ دھیمی آواز سے چنانچہ بعض نمازوں میں بالجہر قرأت کا حکم ہے اور بعض میں بالسر۔ پھر بعض دفعہ لوگوں کو ترغیب دلانے کے لئے اونچی آواز سے ذکر الٰہی کیا جاتا ہے۔ اور بعض دفعہ اپنے نفس کی اصلاح اور تکبر سے محفوظ رہنے کے لئے دھیمی آواز سے ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے۔ یہ دونوں حالتیں ضروری ہیں اور اسلام نے دونوں کا لحاظ رکھا ہے۔ یہی بات صدقات کے متعلق بھی نظر آتی ہے۔ چنانچہ صدقات کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے۔ کہ ظاہر اور پوشیدہ دونوں طریق سے دو۔ تاکہ اصلاح خلق اور اصلاح نفس دونوں کے لئے مفید ہو۔ غرض دیانندجی نے جس بات کو تضاد قرار دے کر قرآن کو (نعوذ باللہ) پاگلوں کی بکواس کہا تھا۔ وہی ان کی پاگلانہ بکواس ثابت ہو گئی۔ مگر اس کے علاوہ ہم یہ بھی دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ دیانندجی نے جو کچھ خود لکھا ہے۔ اس میں کس قدر تضاد و تخالف پایا جاتا ہے۔

خدا جگہ کا محتاج ہے یا نہیں

دیانندجی آیت قرآنی وسع کرسیہ السمٰوات والارض پر اعتراض کرتے ہوئے ستیارتھ پرکاش میں یہ اصل بیان کرتے ہیں کہ خدا جگہ کا محتاج نہیں ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں

"اُسے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جب اس کی کرسی ہے تو وہ محدود المکان ہوا۔ جو محدود المکان ہے۔ وہ خدا نہیں کہلاتا۔ کیونکہ خدا تو دیاپک یعنی ہمہ جا موجود بذاتہ ہے" صفحہ ۵۷۹

مگر اسی کتاب کے صفحہ ۵۱۵ پر عیسائیوں سے خطاب کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"جب آسمان پیدا نہیں ہوا تھا تب پول یا خلا تھا یا نہیں اگر نہیں تھا۔ تو خدا۔ جہان کی علت مادی۔ اور جیو (روح) کہاں رہتے تھے بغیر مقام کے کوئی شے ٹھہر نہیں سکتی اس لئے تمہاری بائیبل کا قول معقول نہیں"

بائیبل کا قول معقول ہو یا نہ ہو مگر اس میں شبہ نہیں۔ کہ دیانندجی نے قرآن کریم پر جو اعتراض کیا تھا۔ نہ صرف اسے خود رد کر دیا بلکہ متضاد باتیں لکھ کر اپنے متعلق وہ فیصلہ صادر کر دیا۔ جو قرآن کے خلاف تھا۔

ازلی اشیاء کی مختلف تعداد

ایک اور جگہ بطور سوال و جواب لکھتے ہیں۔

سوال۔ ازلی کس کو کہتے ہیں اور کتنی اشیاء ازلی ہیں"

جواب۔ ایشور جیو اور کائنات کی علت مادی (پرکرتی) یہ تینوں چیزیں ازلی ہیں" صفحہ ۲۴۲

اگرچہ اس جواب میں سوال کے اس حصے کا کہ "ازلی کس کو کہتے ہیں" کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ مگر اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ صرف تین اشیاء ازلی بیان کی گئی ہیں۔ یعنی ایشور جیو اور پرکرتی۔ لیکن ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۴۰ میں لکھتے ہیں۔

"پیدائش عالم سے پیشتر پرمیشور(۱) پرکرتی(۲) کال (زمانہ)(۳) اور آکاش(۴) اور نیز جیو(۵) جو ازلی ہیں موجود ہوتے ہیں"

ان سطور میں پانچ چیزوں کو ازلی بتایا گیا ہے۔

ایشور میں خواہش ہے یا نہیں

اور سنئے

سوال:۔ ایشور میں خواہش ہے یا نہیں۔

جواب:۔ ویسی خواہش نہیں۔ کیونکہ خواہش بھی غیر میسر اچھی چیز کی اور جس کے ملنے سے کسی قسم کا سکھ ہو اس کی ہوتی ہے تو ایسی خواہش پرمیشور میں کیسے ہو سکتی ہے × × × پرمیشور میں خواہش کا تو امکان نہیں" صفحہ ۲۲۳

یعنی پرمیشور کے متعلق ہر قسم کی خواہش کی نفی کی گئی ہے۔ لیکن دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

"جس طرح باپ اپنی اولاد پر ہمیشہ مہربان ہو کر ان کی بہتری چاہتا ہے اسی طرح پرمیشور بھی سب جیووں کی بہتری چاہتا ہے" صفحہ ۲۳۳

گویا جس طرح باپ یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کی اولاد ترقی کرے اسی طرح پرمیشور یہ خواہش رکھتا ہے کہ اس کی مخلوق کی بھلائی ہو۔ بات نہایت معقول ہے اور ہر عقلمند اسے تسلیم کریگا مگر نامعقولیت یہ ہے کہ دیانندجی اپنے قول کی آپ تردید کر رہے ہیں

گانا بجانا عیب ہے یا نہیں

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۲۶۶ پر بعض عیوب کا ذکر کرتے ہوئے دیانندجی لکھتے ہیں۔

"نفسانی لذتوں سے پیدا ہوئے عیبوں کا شمار سنیئے۔ (۱) شکار کھیلنا (۲) چوپڑ کھیلنا وجوا بازی وغیرہ (۳) دن میں سونا (۴) شہوتی بات چیت یا دوسرے کی غیبت کرنا (۵) عورت کی بہت صحبت (۶) نشہ والی چیزوں یعنی شراب افیون بھنگ گانجہ چرس وغیرہ کا استعمال (۷) گانا (۸) بجانا (۹) ناچنا یا ناچ کرانا سننا اور دیکھنا (۱۰) بے فائدہ ادھر ادھر گھومتے رہنا یہ دس کام سے پیدا شدہ عیب ہیں"

لیکن ایک اور جگہ سوامی جی نے گانے بجانے بلکہ ناچنے پر بھی زور دیا اور اسے ضروری علم قرار دیتے ہوئے لکھا ہے۔

"گاندھرو وید جس کو علم موسیقی کہتے ہیں اس میں سُر راگ راگنی سم تال۔ گرام تان۔ ساز بجانا۔ ناچنا اور گیت وغیرہ کو قرار واقعی سیکھنا چاہیئے لیکن سب سے مقدم سام وید کو باجہ اور ساز کے ساتھ گانا سیکھنا چاہیئے۔" صفحہ ۳۷

یہ ہے تضاد۔ اور اسی کے متعلق وہ قول صادق آتا ہے۔ جو دیانندجی نے قرآن کے متعلق لکھا ہے۔

ویدوں میں تاریخ

پھر ایک جگہ دیانندجی لکھتے ہیں

"کسی انسان کا نام یا خاص حکایت کا ذکر اذکار ویدوں میں نہیں ہے" صفحہ ۲۳۷

مگر دوسری جگہ لکھتے ہیں

"جو کچھ وید وغیرہ شاستروں میں قانون یا تواریخ لکھی ہیں۔ اس کی قدر کرنا شریف لوگوں کا کام ہے" صفحہ ۲۶۰

ویدوں کے علوم

یہ چند اختلافات بطور نمونہ صرف ستیارتھ پرکاش میں سے پیش کئے گئے ہیں۔ جسے آریہ پانچواں وید قرار دیتے اور دیگر مذاہب کی الہامی کتب کا ہم پلہ بتاتے ہیں۔ ورنہ دیانندجی کی دوسری کتب میں بھی متضاد اقوال کی کمی نہیں۔ مثلاً رگ وید آدی بھاشیہ بھومکا اردو صفحہ ۲۵ پر سوامی جی لکھتے ہیں۔

"ویدوں میں چار مضامین ہیں۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ گیان کانڈ۔ اپاسنا کانڈ۔ کرم کانڈ اور وگیان کانڈ"

مگر ایڈیشن منجری اردو صفحہ ۳۲ پر لکھتے ہیں

"ویدوں کے تین کانڈ (مضمون) ہیں۔ کرم کانڈ۔ اپاسنا کانڈ۔ گیان کانڈ۔"

کیا آریہ صاحبان اپنے سوامی کے ان متضاد اقوال میں تطابق ثابت کر سکتے ہیں۔ اگر نہیں اور یقیناً نہیں۔ تو کیا بالفاظ دیانندجی ان باتوں کو پاگلوں کی بکواس قرار دیں گے۔

تاریخ اسلام

حجۃ الوداع اور خطبہ

حج کا ارادہ اور روانگی

ہجرت کے بعد قریش کی طرف سے روکاوٹ کے باعث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج نہ کیا تھا۔ اگرچہ صلح حدیبیہ کے بعد اس کا موقعہ پیدا ہو گیا تھا لیکن آپ نے پھر بھی التوا کیا۔ آیات اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کے نزول کے بعد چونکہ آپ کو یقین ہو گیا تھا۔ کہ وفات کا وقت زیادہ دور نہیں۔ اس لئے آپ نے اس فریضہ کی ادائگی کا خیال فرمایا۔ اور ذوقعدہ ۱۰ھ میں حج کے لئے مکہ معظمہ جانے کا اعلان کیا۔ اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی شرف ہمرکابی حاصل کرنے کے لئے ہر طرف سے اہل عرب جمع ہونے شروع ہو گئے۔ ۲۶ تاریخ کو آپ نے غسل فرما کر تہبند باندھا چادر اوڑھی اور ظہر کی نماز کے بعد مدینہ سے نکلے۔ قریباً ایک لاکھ چالیس ہزار مسلمان جلو میں تھے۔ اور حضرت جابر نے روایت کی ہے کہ آگے پیچھے دائیں۔ بائیں۔ جہاں تک نگاہ کام کر سکتی تھی۔ انسانوں کا ایک موجیں مارتا ہوا سمندر نظر آتا تھا۔ ازواج مطہرات بھی ساتھ تھیں

منازل اور ورود مکہ

مدینہ سے چھ میل چلکر ذوالحلیفہ کے مقام پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا۔ اور وہیں شب باش ہوئے۔ دوسرے دن غسل فرما کر دو رکعت نماز ادا کی۔ اور احرام باندھ کر پھر روانہ ہوئے۔ فتح مکہ کے موقعہ پر جاتے ہوئے مختلف منازل کے جن مقامات پر آپ نے نماز ادا فرمائی تھی۔ عقیدتمندوں نے وہاں مساجد تعمیر کر دی تھیں۔ اور حضورؐ ان سب میں نماز ادا کرتے جاتے تھے۔ ذوالحجہ کی چار تاریخ کو بروز اتوار نو یوم کے سفر کے بعد آپ مکہ میں رونق افروز ہوئے۔ آپ کے خاندان کے لڑکے آپؐ کی خبر سن کر خوشی کے مارے مکہ سے باہر نکل آئے۔ آپ نے اظہار محبت کے طور پر اپنے ساتھ ان کو آگے پیچھے اونٹ پر سوار کر لیا ؛

حج اور عمرہ

جب بیت اللہ نظر آیا۔ تو آپ نے اس کے شرف و مجد میں اضافہ کے لئے دعا فرمائی۔ طواف کر کے مقام ابراہیم میں دو رکعت نماز ادا کی۔ اور آیت کریمہ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی کی تلاوت فرمائی۔ صفا۔ و مروہ پر تشریف لے گئے اور وہاں بھی دعا کی اہل عرب ایام حج میں عمرہ کو جائز نہ سمجھتے تھے۔ لیکن صفا و مروہ کے طواف و سعی کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جن لوگوں کے ساتھ قربانی کے جانور نہیں ہیں عمرہ کر کے احرام کھول دیں۔ آٹھ ذوالحجہ بروز جمعرات آپ نے منیٰ میں قیام فرمایا۔ اور دوسرے دن بروز جمعہ فجر کی نماز پڑھ کر وہاں سے روانہ ہوئے۔ عام مسلمانوں کے ساتھ عرفات میں تشریف لائے۔ اور نمرہ کے مقام پر ایک کمبل کے خیمہ میں فروکش ہوئے ؛

نہایت اہم خطبہ

دوپہر ڈھلنے کے بعد ناقہ پر سوار ہو کر ایک نہایت جلالی خطبہ ارشاد فرمایا۔ جو اپنی جامعیت اور اہمیت کے لحاظ سے تاریخ اسلام میں ایک خاص درجہ رکھتا ہے۔ اس کا مطالعہ کرنے کے بعد ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ گویا شریعت اسلامی کی تکمیل کے لئے Finishing touch کی حیثیت رکھتا تھا۔

رسوم جاہلیت کا ابطال

اس خطبہ میں سب سے پہلے آپ نے یہ اعلان فرمایا کہ الا کل شیئ من امر الجاھلیۃ تحت قدمی موضوع یعنی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمیں میرے دونوں پاؤں کے نیچے ہیں ؛

مساوات انسانی

پھر فرمایا۔ لیس للعربی فضل علی العجمی ولا للعجمی فضل علی العربی کلکم ابناء آدم وآدم من التراب۔ یعنی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم کی پیدائش خاک سے تھی۔ گویا آپ نے عام انسانی اخوت و مساوات کا اعلان عام فرمایا۔ اور قریش کی شان یکتائی خاندانی فضیلت نام و نسب پر تفاخر کو کالعدم قرار دیکر تمام مسلمانوں کو ایک ہی سطح پر کھڑا کر دیا۔ اسی امر کی مزید وضاحت کے لئے آپ نے فرمایا ان کل مسلم اخو المسلم وان المسلمین اخوۃ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ اور مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں

غلاموں سے حسن سلوک کی ہدایت

اس کے بعد آپ نے غلاموں کے متعلق تاکید فرمائی اور کہا ارقاء کم ارقاء کم اطعموھم مما تاکلون واکسوھم مما تلبسون یعنی جو کچھ خود کھاؤ۔ وہی اپنے غلاموں کو کھلاؤ۔ اور جو کچھ خود پہنو وہی ان کو پہناؤ۔ غور کا مقام ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسے وقت میں جب کہ آپ کو پوری پوری قوت اور شوکت حاصل ہے اور آپ ایسی حیثیت میں ہیں۔ کہ جو بڑے بڑے بادشاہوں کے دماغ بگاڑ دیتی ہے۔ اور وہ اپنے عزیزوں اور مخلص خدام کو بھی نشہ دولت و حکومت میں فراموش کر دیتے ہیں۔ آپ اس بے کس اور بے بس طبقہ کے متعلق اس قدر تاکید فرما رہے ہیں۔ لیکن کسقدر ظلم اور ناانصافی ہے۔ کہ آج بعض متعصب معاندین اسلام یہ الزام لگا رہے ہیں۔ کہ آپ کے ذریعہ غلامی کا رواج ہوا۔ اور آپ نے اس خلاف انسانیت رواج کو ترقی دی ؛

جاہلیت کے خون اور ان کا انتقام

اہل عرب اپنے خاندان کے کسی فرد کے قتل کا انتقام ایک نہایت ضروری فرض سمجھتے تھے۔ حتیٰ کہ صدیاں گذر جانے کے بعد بھی اس خیال اور ارادہ کو ترک نہ کیا جاتا تھا۔ اور یہ رواج دراصل ملک و قوم کی تباہی کا باعث بن رہا تھا۔ اس کے نتیجہ میں خانہ جنگی کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع رہتا۔ اور طاقت آپس میں ہی لڑ لڑ کر ضائع ہو جاتی۔ اس لئے اس موقعہ پر آپ نے اس قباحت کا انسداد بھی ضروری سمجھا۔ چنانچہ فرمایا۔ ودماء الجاھلیۃ موضوعۃ وان اول دم اضع من دمائنا دم ابن ربیعۃ بن الحرث۔ یعنی آج سے جاہلیت کے تمام خون باطل کر دیئے گئے۔ اور سب سے پہلے میں ربیعۃ ابن الحرث کے بیٹے کا خون جس کا انتقام لینا ہمارے خاندان کے ذمہ سمجھا جاتا ہے۔ معاف کرتا ہوں ؛

قتل و غارت گری کی ممانعت

اس کے علاوہ قتل و غارت گری اہل عرب کا دلپسند مشغلہ تھا۔ اور انسانی جان و مال کی کوئی قیمت ان کے نزدیک نہ تھی۔ چونکہ اس ذہنیت کی موجودگی میں امن و امان قائم ہونا مشکل تھا۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی بھی یہ کہتے ہوئے سختی سے ممانعت فرما دی۔ کہ ان دماء کم واموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھذا فی شھرکم ھذا فی بلدکم ھذا الی یوم تلقون ربکم یعنی تمہارا خون اور تمہارا مال اسی طرح حرام ہے۔ جس طرح یہ دن اس مہینہ میں اور شہر میں

حرمت سود

سود کا کاروبار اور لین دین بھی تمدنی مشکلات کا باعث بن رہا تھا۔ اور جو لوگ شومئ قسمت سے ایک بار اس لعنت میں گرفتار ہو چکے وہ کسی طرح آزاد ہونے میں ہی نہ آتے تھے۔ آپ نے ان غریبوں کو اس دائمی مصیبت سے نجات دینے کے لئے اعلان فرما دیا۔ کہ ربا الجاھلیۃ موضوع یعنی زمانہ جاہلیت کے تمام سود باطل قرار دیئے گئے ہیں۔ اس بارے میں بھی عملی طور پر آپ نے پیش قدمی فرمائی۔ صرف یہی نہیں۔ کہ زبانی ہدایت کر دی۔ بلکہ فرمایا۔ واول ربا اضع ربانا ربا عباس بن المطلب یعنی سب سے پہلے میں اپنے خاندان یعنی عباس بن عبدالمطلب کا سود باطل کرتا ہوں جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ ہر معاملہ میں عملی رہنمائی فرماتے۔

عورتوں سے حسن سلوک

عرب میں اسلام سے قبل عورتوں کی زبوں حالی کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اس موقعہ پر آپ نے اس طبقہ کو بھی فراموش نہیں فرمایا۔ اور ہدایت کی۔ کہ فاتقوا اللہ فی النساء یعنی عورتوں کے بارہ میں اللہ تعالےٰ سے ڈرتے رہو۔ ان لکم علی نساءکم حقا ولھن علیکم حقا۔ تمہارے عورتوں پر اور عورتوں کے تم پر حقوق ہیں

اس خطبہ میں اور بھی بعض اہم امور میں رہنمائی کی گئی۔ اور کئی ایک احکامات کا نفاذ عمل میں آیا۔ جن کا ذکر دوسری قسط میں انشاء اللہ العزیز کیا جائے گا ؛

خطرے کا الارم

اور

حفاظتی تدابیر

مالی مشکلات

باوجودیکہ دولت دنیا میں کثرت سے موجود ہے۔ لیکن لوگ اس سے محروم نظر آتے ہیں۔ کوئی قوم اور کوئی فرد دنیا میں ایسا نہیں۔ جو آجکل مالی تنگی محسوس نہ کر رہا ہو حتیٰ کہ بڑی بڑی ہستیاں بھی پریشان نظر آ رہی ہیں۔ اور وہ ایک گرداب میں پھنسی ہوئی ہیں۔ جس سے نکلنا ان کے لئے محال ہو رہا ہے جب ایسی حالت ہو۔ تو ہم میں سے ہر ایک کو اپنی حفاظت کی تدابیر سوچنی چاہئیں۔ کیونکہ جب عام کساد بازاری ہو۔ تو آمدنی کے ذرائع محدود ہو جاتے ہیں۔ لیکن خرچ برابر جاری رہتا ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ جلد ہی قرض پر گزارے کی نوبت آ جاتی ہے۔ پس ہم سب کو خذوا حذرکم کے حکم الٰہی پر عمل کرتے ہوئے ایسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں جن سے ہم مشکلات سے بچے رہیں۔ اس کے لئے ایک طریقہ تو یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ہم اپنی آمدنیوں کو بڑھائیں۔ لیکن یہ بہت حد تک ہمارے اختیار سے باہر ہے۔ اس مضمون میں میں صرف یہ بیان کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ہم کس طرح اپنے اخراجات پر قابو پا کر ان کو کم کر سکتے ہیں۔ ذیل میں چند موٹے موٹے اصول جو میں نے اپنے تجربے اور بزرگان اسلام کے اقوال سے اخذ کئے ہیں۔ پیش کرتا ہوں۔

انسانی ضروریات

سب سے اول انسان کو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ اس کی ضروریات کیا ہیں۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں :۔ "آدمی کا حق ان چیزوں کے سوا کچھ نہیں۔ ایک گھر جس میں سکونت کرے۔ اور کپڑا جس سے ستر ڈھانکے۔ اور روٹی۔ اور پانی" (ترمذی الواح الہدیٰ ص۱۴۴)

ان ضروریات کو اگر ہم معمولی خرچ سے پورا کرنا چاہیں۔ تو بھی کر سکتے ہیں۔ اور اگر زیادہ روپیہ لگا کر پورا کرنا چاہیں تو اس کی کوئی حد نہیں۔ ہر ایک شخص اپنے خاص حالات کے ماتحت ان ضروریات کو پورا کر رہا ہے لیکن بایں ہمہ اخراجات کو کم کرنے کی گنجائش ہر ایک قسم کے معیار زندگی میں موجود ہو گی ؞

صرف ضروریات پوری کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے ایک بار فرمایا تھا :۔

"جب ہمارے لئے تنگی کا زمانہ ہے۔ تو ہمارے دوستوں کو بھی کفایت شعاری سے کام لینا چاہیئے ..... حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ مستعمل لفافوں سے ہی بہت سا کام لے لیا کرتے تھے۔ اور انہی پر بہت سے رقعہ جات وغیرہ لکھدیا کرتے تھے۔" (خطبہ جمعہ ۲۰ نومبر ۱۹۳۰ء مندرجہ الفضل)

پس جب کوئی ضرورت محسوس ہو۔ تو غور کرنا چاہیئے۔ کہ آیا واقعہ میں وہ ضرورت ہے بھی یا نہیں۔ اگر آپ اس کو پورا کرنے کے بغیر گزارہ کر سکتے ہیں۔ تو اسے چھوڑ دیں۔ ورنہ کم سے کم خرچ میں پورا کریں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں۔ "مژدہ ہو اس شخص کو جسے اسلام کی ہدایت مل گئی۔ اور اس کی گزران کفاف ہے۔ اور پھر وہ اس پر قانع رہا" (ترمذی الواح الہدیٰ ص۱۵۹)

کثرت سے ایسے واقعات ملتے ہیں جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سادگی کا پتہ لگتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کھانے کا یہ حال تھا کہ "کبھی جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہ کھائی" (بخاری) لباس اتنا سادہ کہ "بعض اوقات لوگ تمیز نہیں کر سکتے تھے۔ کہ ..... پیغمبر صلعم کون ہیں" (اصلاح خاتون ص۸) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ آپ "ایک بورئیے پر سو گئے۔ جب جاگے۔ تو آپ کے پہلو میں اس کا نشان تھا ....." (ترمذی الواح الہدیٰ ص۱۴۶) حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "انسان کو اگر اللہ تعالےٰ پر کامل ایمان ہو۔ تو اس کی ساری حاجتوں کے لئے کام کافی اور سارے دکھوں سے نجات کے سامان ہو جاتے ہیں۔ میں خود تجربۃً کہتا ہوں۔ اور اس امر کی عملی شہادت دیتا ہوں۔ کہ جب اللہ ہی کو محتاج الیہ بنایا جاتا ہے۔ تو بہت سے ناجائز ذرائع اور اعمال مثلاً کھانے پینے مکان مہمان نوازی بیوی بچوں کی تمام ضروری حاجات سے انسان بچ جاتا ہے۔" (خطبات نور ص۲۴۹)

اسلام نہ اچھے کپڑے پہننے سے روکتا ہے۔ نہ اچھے کھانوں سے منع کرتا ہے۔ نہ عمدہ مکانوں میں رہائش سے روکتا ہے۔ اور نہ ہی زینت سے منع کرتا ہے۔ لیکن بے جا زینت نہیں ہونی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو "جو ملتا پہن لیتے اعتراض نہ کرتے تھے۔ جو کپڑا پیش کیا جائے قبول کر لیتے تھے۔" (اصلاح خاتون ص۵) حضرت احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا ہے۔ "تقویٰ اختیار کرو ..... دنیا سے اور اس کی زینت سے بہت دل مت لگاؤ ..... اسراف نہ کرو۔" (کشتی نوح ص۷۲)

بڑے آدمیوں کی ریس مت کرو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔ "اپنے سے کم رتبے والے کو دیکھا کرو۔ اپنے سے اعلیٰ رتبے والے کو مت دیکھو۔" (بخاری الواح الہدیٰ ص۱۶۲) اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں۔ کہ کنجوس بنے رہو۔ بلکہ جس شخص کو اللہ تعالےٰ نے توفیق دی ہے۔ کہ وہ عمدہ کپڑے پہن سکتا ہے لیکن ہمیشہ دہ میلے کچیلے کپڑے پہنتا ہے ...... ایسا شخص گناہ کرتا ہے۔" (اصلاح خاتون ص۲)

الغرض "لباس حسب حیثیت پہنو۔" (ترمذی الواح الہدیٰ ص۱۱۹) ایسا ہی عورتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے۔ کہ تم "خاوندوں سے وہ تقاضے نہ کرو۔ جو ان کی حیثیت سے باہر ہیں ...." (کشتی نوح ص۷۲)

ریاکاری اور تکبر کی خاطر کوئی کام نہ کرو۔ بعض اوقات لوگوں کو دکھانے کے لئے انسان خواہ مخواہ زیر بار ہو جاتا ہے۔ اس سے پرہیز کیا جائے۔ اللہ تعالےٰ کسی خود پسند شیخی خورہ کو پسند نہیں کرتا۔

"دنیا کی خاطر اور اپنی عزت اور شہرت کے لئے کوئی کام کرنا خدا تعالیٰ کی رضامندی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ میں بھی دنیا کی ایسی ہی حالت ہو رہی ہے۔ کہ ہر ایک چیز اپنے اعتدال سے گر گئی ہے عبادات اور صدقات سب کچھ ریاکاری کے واسطے ہو رہے ہیں۔" (اصلاح خاتون ص۱۶)

سنہری اصول

پیشتر اس کے کہ آپ کسی خرچ کی طرف قدم اٹھائیں۔ آپ اپنی آمدنی کی پڑتال کریں۔ کہ اوسط آمد ماہوار کس قدر ہے۔ اس غرض کے واسطے آپ تھوڑی سی تکلیف گوارا فرما کر ایک مختصر سا حساب و کتاب اپنے پاس رکھیں جس سے آپ اپنی ماہوار آمدنی کا اندازہ لگا سکیں۔

پھر ہر ماہ کے شروع میں اپنی آمدنی کا لحاظ رکھتے ہوئے بجٹ اخراجات تیار کریں۔ اور اپنی ضروریات اور اخراجات جو ماہ رواں میں پیش آنیوالے ہوں۔ ان کا اندازہ لگائیں۔ اور آمدنی کے ساتھ مقابلہ کریں۔ اصول یہ ہونا چاہیئے۔ کہ خرچ آمد سے کسی صورت میں بھی بڑھنے نہ پائے۔ بلکہ کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ ہر ماہ کے آخر میں کچھ بچت رہے۔ پس بوقت تیاری بجٹ اخراجات تمام ایسی ضروریات کو کاٹ دینا چاہیئے جن کے بغیر آپ گزارہ کر سکتے ہوں۔ بجٹ میں کچھ ایسی رقم ہمیشہ ریزرو بھی علیحدہ رکھ لینی چاہیئے۔ جو ماہ رواں میں فوری پیش آ جانے والی ضروریات کے کام آ سکے قرض لے کر کبھی کسی ضرورت کو پورا نہ کریں۔ اگر پیسہ پاس نہیں۔ تو خاموش رہیں۔ آج کل آمدنیاں کم مگر خرچ زیادہ ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :۔

"جوں جوں دنیا خدا سے دور ہو کر آمدنی کے وسائل سوچتی ہے اور دنیوی آمد میں ترقی کرتی جاتی ہے۔ توں توں قدرت اور منشاء الٰہی ان آمدنیوں کو ایک خرچ کا کیڑا بھی لگا دیتا ہے گھر کی مستورات ہی کو لو۔ اور پھر غور کرو۔ کہ اس قوم نے کس طرح محنت کرنا اور کاروبار خانگی سے دست برداری اختیار کی ہے۔ چرخہ کاتنا یا چکی پیس کر گھر کی ضرورت کو پورا کرنا تو گویا اس زمانہ میں گناہ کی حد تک پہنچ گیا ہے۔ کام کاج (جو کہ دراصل ایک مفید ورزش تھی۔ جس سے مستورات کی صحت قائم رہتی۔ اور دودھ صاف ہو کر اولاد کی پرورش اور عمدہ صحت کا باعث ہوتا تھا) تو یوں چھوٹا۔ اخراجات میں ایسی ترقی ہوئی۔ کہ آج کل کے لباس کو دیکھ کر مجھے تو بارہا تعجب آتا ہے۔ ایسا نکما لباس ہے۔ کہ بس پندرہ دن کے بعد وہ نکما محض ہو کر خادمہ یا چوہڑی کے کام ہو جاتا ہے اور خدا کی قدرت کہ پھر وہ چوہڑی بھی اس سے بہت عرصہ تک مستفید نہیں ہو سکتی۔ وہ کپڑے کیا ہوتے ہیں۔ وہ تو ایک قسم کا مکڑی کا جالا ہوتا ہے۔ جس میں بیٹھ کر وہ شکار کرتی ہے۔" (خطبات نور ص۲۴۹)

الغرض محنت سے کام کرو۔ اور جتنی چادر ہو۔ اتنے ہی پاؤں پھیلاؤ اس پر عمل کرنے کے لئے بڑی جد وجہد کی ضرورت ہو گی۔ اور اپنی طبائع پر زور ڈالنا ہو گا۔ لیکن ہمت نہ ہاریں جس طرح آمدنی کا حساب و کتاب رکھنے کی

ایسے ہی روزمرہ کے اخراجات کے حساب وکتاب رکھنے کی بھی ضرورت ہے تاکہ ساتھ ساتھ آپ کو معلوم ہوتا رہے۔ کہ آپ کا قدم اسراف کی طرف تو نہیں جارہا۔ نیز ہر ماہ کے آخر پر اپنی بچت کا حال بھی معلوم ہوتا رہیگا۔

اپنے اخراجات کا اندازہ لگاتے وقت اس امر کا ضرور خیال رکھا جائے۔ کہ ہر ماہ کے آخر پر آپ کے پاس کچھ نہ کچھ بچت ضرور ہو۔ تاکہ آئندہ آنے والی ناگہانی ضروریات کو آپ پورا کرنے کے قابل ہو سکیں۔ مثلاً اگر خدانخواستہ آمدنی یکدم بند ہو جائے۔ یا شادی غمی یا کسی بچے کی تعلیم کا خرچ پیش آجائے۔ تو اس میں سے پیوخرچ کیا جا سکے۔ پس ہمیشہ روپیہ بچائیں اور کسی سیونگ بنک میں محفوظ رکھیں۔ پس اندازی کی عادت سے اطمینان قلب حاصل ہوگا اور ہمت بڑھیگی۔

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلیں کہ "مال کمانا سہل ہے پر خرچ کرنا بہت اہم ذمہ داری کا کام ہے . . . . عورتوں کی قوم بڑی کمزور ہوتی ہے۔ پس اموال ان کو نہ دیدو۔ ایسا ہی لڑکوں کے حوالے مال نہ کیا کرو۔ کئی لڑکے فضول خرچ ہو جاتے ہیں۔ صرف اس لئے کہ انہیں پیسے دیدئے جاتے ہیں۔ ہمیشہ چیز منگوا کر دینی چاہیئے"۔ (خلیفۃ المسیح اول بدر جلد ۸ ص۳۹)

ایک حدیث میں صاف طور پر آیا ہے . . . . "کہ عورتیں خود مختار رئیس اور بادشاہ نہیں بن سکتیں . . . . اگر کوئی عورت تمہاری حاکم ہو جائے اور ملکی سیاہ وسفید کی وہی مالک ہو تو اس وقت حکومت تباہ ہو جائیگی"۔ (ملفوظات خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ الفضل جلد ۱۷ ص۹) ہاں مردوں کو چاہیئے تمام خانگی امور میں عورتوں سے مشورہ لے لیا کریں۔

فضول خرچی کی چند مثالیں

(۱) "ہمارے زمانہ کے نوجوان سوسائٹی سوسائٹی پکارتے ہیں۔ ان کو معلوم نہیں انگریز خود کس قدر اپنی سوسائٹی کی قیود سے تنگ ہیں۔ ایک مولوی نے مجھ سے ذکر کیا مجھے ایک جنٹلمین نے انگریزی سوسائٹی میں شامل ہونے کی ترغیب دی۔ ایک برات کے موقعہ پر میرے ستر روپے ایک سوٹ پر خرچ کرا کے مجھے بنا ٹھنے گیا۔ وہاں جا کر معلوم ہوا کہ کھانے کا سوٹ۔ سونے کا سوٹ۔ فٹ بال کا سوٹ۔ سیر کا سوٹ۔ ملاقات کا سوٹ۔ تین دن تک مولوی صاحب بیمار بن کر پڑے رہے۔ آخر جب رخصت کا وقت آیا تو پھر چند لمحہ کے لئے اس لباس نے کام دیا"۔

(حضرت خلیفہ اولؓ بدر جلد ۸ ص۳۹) کالجوں کے طلباء خاص طور پر نوٹ کرلیں کہ کم سے کم روپیہ میں گذارہ کریں۔ کوٹ پتلون کالر۔ نکٹائی۔ ہیٹ وبوٹ کی زیادہ خواہش نہ کریں۔ اپنی عادات کو سادہ رکھیں معلوم نہیں آئندہ زمانہ میں ان کو کس معیار پر زندگی بسر کرنی پڑے۔ ترقی میں آرام رہتا ہے مگر تنزل میں دکھ پہنچتا ہے۔

خوراک میں بھی ایسی ہی فضول خرچیاں ہوتی ہیں جیسی کہ لباس میں۔ انسان کی معمولی غذا دودھ۔ دہی۔ مکھن۔ لسی اور سبزی وگوشت یا گندم کی روٹی ہے۔ بعض لوگوں نے کیک بسکٹ۔ چا سوڈا واٹر۔ مٹھائیاں۔ پان۔ افیم و طرح طرح کی منشی اشیاء خوراک میں داخل کرلی ہیں۔ اور خواہ مخواہ اخراجات کو بڑھا دیا ہے مسلمانوں کو صرف طیبات کھانی چاہئیں اور کلوا واشربوا ولا تسرفوا (اعراف ع۳) پر عمل کرنا چاہیئے۔

مکان اپنی جان ومال کی حفاظت کا ایک ذریعہ ہے لیکن اس میں بھی بہت سی فضولیات دیکھنے میں آئیں گی۔ کئی مکانات اندرونی وبیرونی زیبائش سے بھرپور نظر آئیں گے اور اس طرح شان وشوکت کے اظہار کے لئے بہت سا روپیہ ضائع کیا جاتا ہے

رسومات واسوہ حسنہ

"اس وقت لوگوں نے سنت اور بدعت میں سخت غلطی کھائی ہے۔ وہ سنت اور بدعت میں کوئی تمیز نہیں کر سکتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو چھوڑ کر خود اپنی مرضی کے موافق بہت سی راہیں خود ایجاد کرلی ہیں اور ان کو اپنی زندگی کے لئے کافی راہنما سمجھتے ہیں . . . آپ کی زندگی کامل نمونہ ہے لیکن باوجود اس کے ایک حصہ اجتہاد کا بھی ہے۔ جہاں انسان واضح طور پر قرآن شریف یا سنت رسول صلعم میں اپنی کمزوری کی وجہ سے کوئی بات نہ پا سکے تو اس کو اجتہاد سے کام لینا چاہیئے"۔ (اصلاح خاتون ص۱۱)

بدعات سیئہ کی تعریف یہ ہے کہ جو اسلام کے خلاف ہو یا ہر ایسی چیز جو لوگوں کو مشقت اور تکلیف میں ڈالے جس کے متعلق لوگ خیال کریں کہ اس کے بغیر نقصان پہنچ جاتا ہے (مکتوبات مندرجہ الفضل جلد ۱۷ ص۷) ہماری بھلائی اور خوبی یہی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اسلام اور بانی اسلام کے نقش قدم پر چلیں اور اس کے خلاف کوئی قدم نہ اٹھائیں۔ قرآن شریف میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اور اس کے مقرر کردہ قواعد کو توڑا تو وہ اسکو جہنم میں ڈال دیگا اور اس کو رسوائی حاصل ہوگی۔

سورۂ نساء (ع۲) ہر ایک کام میں نیت پر بڑا انحصار ہے اسلام میں یہ مسئلہ نیت سے امور کو حل کر دیتا ہے پس اگر نیک نیتی کے ساتھ محض خدا کے لئے کوئی کام کیا جائے۔ اور دنیا داروں کی نظر میں وہ کچھ ہی ہو تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے"۔ (اصلاح خاتون ص۱۴۰)

"شرک اور رسم پرستی کے طریقوں کو چھوڑ کر دین اسلام کی راہ اختیار کی جائے اور جو کچھ اللہ جل شانہٗ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہدایت کی ہے اس راہ سے نہ بائیں طرف منہ پھیریں نہ دائیں جانب اور ٹھیک اسی راہ پر قدم ماریں اور اس کے برخلاف کسی راہ کو اختیار نہ کریں۔

ہماری قوم میں ایک بد رسم ہے کہ شادیوں میں صدہا روپیہ کا فضول صرف ہوتا ہے سو یاد رکھنا چاہیئے کہ شیخی اور بڑائی کے طور پر برادری میں بلاجی تقسیم کرنا اور اس کا دینا اور کھانا یہ دونوں باتیں عندالشرع حرام ہیں اور آتشبازی چلانا اور رنڈی بھڑوؤں ڈوم ڈھاریوں کو دینا سب حرام مطلق ہے۔ ناحق روپیہ ضائع ہوجاتا ہے اور گناہ سر پر چڑھتا ہے۔ سوا اس کے علاوہ شرع شریف میں تو صرف اتنا حکم ہے کہ نکاح کرنے والا بعد نکاح کے ولیمہ کرے یعنی چند دوستوں کو کھانا پکا کر کھلا دیوے"۔ (فرمودہ حضرت احمدؑ۔ الحکم) اگر کوئی شخص شادی کی بھاجی محض اس نیت سے کہ دوسرے اگر ان سے سلوک کرنے کے لئے دے تو حرام نہیں"۔ (اصلاح خاتون ص۱۱۲)

ایسا ہی اگر کوئی شخص نسبت اور ناطہ پر شکر وغیرہ اس لئے تقسیم کرتا ہے کہ وہ ناطہ پکا ہو جاوے تو گناہ نہیں لیکن اگر اس سے مقصد اپنی شہرت اور شیخی ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہوگی"۔ (اصلاح خاتون ص۱۱۲)

"سیاپا کرنے کے دنوں میں بیجا خرچ بھی بہت ہوتے ہیں۔ حرام خور عورتیں شیطان کی بہنیں جو دور دور سے سیاپا کرنے کیلئے آتی ہیں . . . انکو اچھے اچھے کھانے کھلائے جاتے ہیں اور اگر مقدور ہو تو اپنی شیخی اور بڑائی جتلانے کیلئے صدہا روپیہ کا پلاؤ اور زردہ پکا کر برادری وغیرہ میں تقسیم کیا جاتا ہے اس غرض سے کہ لوگ واہ واہ کریں کہ فلاں شخص نے مرنے پر اچھا نام پیدا کیا سو یہ سب شیطانی طریق ہیں جن سے توبہ کرنا لازم ہے"۔ (الحکم) "رسم اسقاط اور قل اور جمعراتیں منانا اور رسوم دسواں۔ بیسواں۔ چہلم کرنا یہ رسوم ہیں ان سے پرہیز کرنا چاہیئے ہاں میت کی طرف سے حسب توفیق جو چاہے۔ صدقہ کرے"۔ (فقہ احمدیہ ص۵۰)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "یہ لڑکے جو پیدا ہوتے رہتے ہیں بعض وقت ان کے عقیقہ پر ہم نے دو دو ہزار آدمی کو دعوت دی ہے اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ ہماری غرض اس سے یہی تھی کہ تا اس پیشگوئی کا جو ہر ایک کے پیدا ہونے سے پہلے کیگئی تھی بخوبی اعلان ہو جائے"۔ (اصلاح خاتون ص۲۳) حکم ہے کہ "اگر بیٹا ہو تو دو بکرے اگر مقدور ہو ورنہ ایک بھی درست ہے۔ اور اگر بیٹی ہو تو ایک بکری نذر اللہ ذبح کریں بچہ کے بالوں کے برابر وزن چاندی خیرات کریں"۔ (خطبات نور ص۱۵۰) "مسلمان جب پہلے پہل یہاں آئے تو ان کے پاس روپیہ بہت تھا وہ لاکھوں کے مہر باندھ دیتے تھے۔ مگر اب یہ حالت نہیں پس قدر کے مطابق مہر باندھو اور دل سے ادا کرو"۔ (درس حضرت خلیفہ اولؓ بدر جلد ۸ ص۳۹)

قرض

مندرجہ بالا اصول پر کاربند نہ ہونے سے خدا اور رسول کو ناراض کرنے کے علاوہ فضول خرچی کی عادت بڑھ جائیگی اور فضول خرچی کے نتائج یہ ہونگے کہ "انسان مجبور ہوگا کہ کسی سے قرض لے اور طرح طرح کی تدابیر حصول قرض کے واسطے عمل میں لانی پڑیں گی اور اس طرح سے وہ قرض کی مصیبت میں مبتلا ہو جائیگا پھر چونکہ آمدنی کے ذرائع تو محدود ہیں اور آمد خرچ سے کم ہے قرض کے ادا کرنیکی کوئی صورت نظر نہ آئیگی لوگ

اعلان ضروری

پتے درکار ہیں!

قادیان کی نئی آبادی میں جن اصحاب نے اراضی خریدی ہوئی ہے۔ ان کے نام پر ان کے خرید کردہ قطعات کا داخل خارج کروانے کے لئے ان کے مفصل پتوں کی ضرورت ہے۔ پس بذریعہ اعلان ہذا تمام ایسے احباب کی خدمت میں درخواست کیجاتی ہے۔ کہ جلد تر خاکسار کو اپنی ولدیت قومیت اور اصل سکونت سے مطلع فرمائیں بعض احباب اپنی قوم احمدی لکھدیا کرتے ہیں ایسے احباب مطلع رہیں۔ کہ افسران مال کے نزدیک اس قسم کی اندراج قابل تسلیم نہیں ہے۔ معروف قوم لکھنی چاہیئے نیز سکونت میں ضلع بھی ساتھ لکھنا چاہیئے

خاکسار مرزا بشیر احمد قادیان

حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان مبارک میں تو موتی سرمہ ہی مقبول ہے

لہذا آپ کو بھی یہ بہترین موتی سرمہ ہی استعمال کرنا چاہئے

حضرت میاں بشیر احمد صاحب ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں اس بات کے اظہار میں خوشی محسوس کرتا ہوں کہ میں نے آپ کے موتی سرمہ کو استعمال کر کے اسے بہت مفید پایا۔ گذشتہ دنوں مجھے یہ تکلیف ہو گئی تھی۔ کہ زیادہ مطالعہ سے آنکھوں میں درد ہونے لگتا تھا۔ اور دماغ میں بوجھ رہنے کے علاوہ آنکھوں میں کچھ سرخی بھی رہتی تھی۔ ان ایام میں میں نے جب بھی آپ کا موتی سرمہ استعمال کیا۔ مجھے یقینی طور پر فائدہ ہوا۔ یہ موتی سرمہ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوند۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ۔ غرضیکہ یہ موتی سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھینگے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائینگے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے محصولڈاک علاوہ

اکسیر البدن دنیا میں ایک ہی مقوی دوا ہے

دل میں نئی امنگ۔ اعضاء میں نئی ترنگ۔ دماغ میں نئی جولانی پیدا کرنا۔ کمزور کو زور آور اور زور آور کو شاہ زور بنانا بوڑھے کو جوان اور جوان کو نوجوان اس اکسیر کا ادنیٰ کرشمہ ہے۔ آپ اکسیر البدن استعمال کر کے اپنے اندر طاقت کا بھاری ذخیرہ جمع کر سکتے ہیں۔ قیمت ایک ماہ کی خوراک صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ۔

حکیم صاحبان تو اکسیر البدن کی ہی تعریف کرتے ہیں: جناب مولانا حکیم قطب الدین صاحب جو قادیان میں سب سے پرانے اور تجربہ کار حکیم ہیں۔ وہ اکسیر البدن کے متعلق اپنا تجربہ یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ مجھے کمزوری کی سخت شکایت تھی یہاں تک کہ اٹھنے بیٹھنے سے بھی سخت لاچار تھا۔ آپکی دوا اکسیر البدن کے استعمال کے بعد میری صحت بہت اچھی ہو گئی۔ واقعی یہ دوا مقوی اعصاب مقوی دماغ اور مقوی جسم دوا ہے۔

ملنے کا پتہ: **منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب**

مشین بادام روغن (نیو ماڈل امپروڈ)

زراعتی آلات و دیگر مشینری کیلئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے
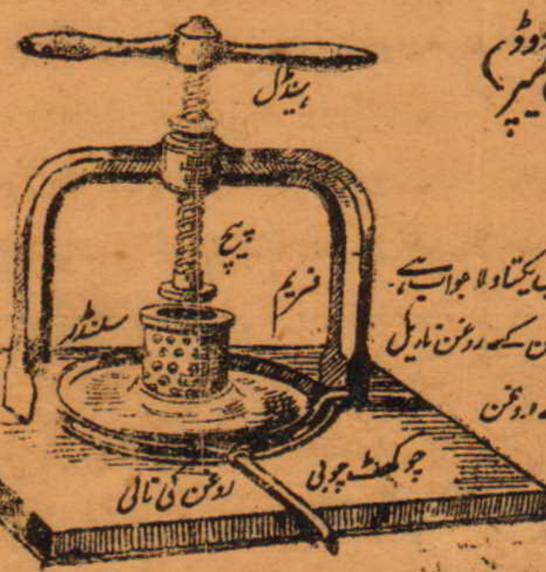
ہماری مشین بادام روغن، پائداری، خوبصورتی۔ اور کار آمد ہونے میں یکتا و لاجواب ہے۔ ایک دفعہ کی خریدی ہوئی عمر بھر کے لئے کافی ہے۔ علاوہ بادام روغن کے روغن ناریل کدو تربوز۔ ککڑی خشخاش۔ سرسوں۔ السی۔ اور دیگر ہر قسم کے روغن مصفیٰ اور زیادہ مقدار میں نکالے جاسکتے ہیں۔ فریم ہینڈل گنڈ پیچ۔ مضبوط لوہے کا سوراخدار سلنڈر پیتل کا لگایا گیا ہے

سوراخ سلنڈر ۱۶۰ عدد قیمت صرف بیس روپے ۲۰ قیمت مشین خورد ساز معہ سلنڈر آہنی صرف بارہ روپے ۱۲

اصلی واعلےٰ مال منگانے کا قدیمی پتہ

ایم۔ اے رشید۔ اینڈ سنز۔ انجینئرز بٹالہ (پنجاب)

ایک نہایت موقعہ کی زمین

ریلوے سٹیشن سے قریب محلہ دارالبرکات میں پنشنر تحصیلدار غلام محی الدین خان صاحب کے مکان کے متصل ۱ مرلہ زمین ایک صاحب ضرورت سے فروخت کرنا چاہتے ہیں۔ قیمت نقد بجائے دو سو روپے کے ۱۸۵ لی جائے گی پہلی درخواست کو ترجیح ہوگی۔

ع۔ معرفت قاضی اکمل قادیان

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

اٹھرا کیا ہے؟

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہو جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ یا حمل گر جاتا ہو۔ عوام اسے اٹھرا اور اطباء اسے اسقاط حمل کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے سیدنا حضرت نور الدین اعظم شاہی طبیب کی ایجاد کردہ معمول اور ہزارہا لوگوں کی مجرب و آزمودہ گذشتہ نصف صدی سے زیر استعمال ہے۔

محافظ اٹھرا گولیاں

اکسیر کا حکم رکھتی ہیں۔ ان سے ہزارہا اجڑے ہوئے **گھر آباد** بے چراغ گھر **روشن** اور صدمہ خوردہ۔ دکھی اور مایوس دل تسکین اور ڈھارس حاصل کر چکے ہیں۔ ان اکسیر صفت مقبول و تیر بہدف گولیوں کے استعمال سے بچہ خوبصورت۔ ذہین۔ تندرست۔ اٹھرا کے تمام اثرات سے بچا ہوا عمر طبعی کو پہنچنے والا اور صحیح وسالمت پیدا ہوگا۔ یہ گولیاں کیا ہیں۔ **قدرت خدا کا زندہ کرشمہ ہیں۔** آزمائش شرط ہے۔ **مشک آنست کہ خود ببوید** قیمت فی تولہ عہ مکمل خوراک گیارہ تولہ یکمشت منگوانے والے سے اکیس روپیہ فی تولہ علاوہ محصولڈاک لیا جائیگا۔ استعمال شروع حمل سے آخیر رضاعت تک

عبد الرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

سیرت خاتم النبیین حصہ دوم

حضرت صاحبزادہ میرزا بشیر احمد صاحب ایم اے کی تازہ تصنیف

حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ تصنیف اپنی ظاہری و معنوی خوبیوں کی بدولت نہ صرف علمائے سلسلہ احمدیہ سے خراج تحسین وصول کر چکی ہے۔ بلکہ غیر از جماعت لوگوں میں بھی اس کی قبولیت کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے۔ اور تو اور خود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بھی بارہا اس کی تعریف فرما چکے ہیں۔ بلکہ احباب جماعت کو تاکید فرما چکے ہیں۔ کہ وہ اس میں بیان کردہ حقائق و معارف سے نہ صرف خود اٹھائیں۔ بلکہ دوسروں تک بھی پہنچائیں۔ حضور انور نے وقتاً فوقتاً اس بلند پایہ تصنیف کے متعلق جس قسم کے گرانقدر خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ان کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضور انور کے نزدیک اس کتاب کی زیادہ سے زیادہ اشاعت ہونی چاہیئے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ باوجود اس کے کہ پہلے ہی کارکنان بکڈپو نے اس ضخیم اور جسیم کتاب کی قیمت صرف ۸/ مقرر کی تھی۔ مگر حضور نے عام اشاعت کی خاطر ۲ تجویز فرمائی اور اسی پر اکتفاء نہ کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا۔ کہ اگر مختلف جماعتوں کے دوست باہم مل کر سے زیادہ تعداد میں خریدلیں تو بکڈپو کی طرف سے انہیں اور بھی رعایت مل جائے گی۔

ہر چند کہ اس نفیس اور دیدہ زیب ضخیم کتاب کی مقررہ قیمت میں کمی کرنا قریباً مشکل تھا۔ مگر چونکہ حضور اقدس کا یہی منشاء ہے۔ کہ اس کو کم سے کم قیمت پر دیدیا جائے۔ تاکہ مستطیع اور غیر مستطیع سبھی آسانی کے ساتھ اسے خرید سکیں۔ اس لئے حضور کی تجویز کردہ رعایتی قیمت (دو روپیہ) پر بھی **مزید رعایت کا اعلان کیا جاتا ہے۔ یعنی جو جماعتیں مجلس مشاورت تک اپنے اپنے آرڈر بھیجدیں گی۔ یا اپنے اپنے نمائندوں کے ذریعہ منگوالیں گی۔ انہیں یہ کتاب ۸/ کی بجائے صرف ایک روپیہ بارہ آنہ پر ہی مل جائے گی۔**

یہ گرانمایہ تصنیف جس کی تختی بڑی ہے۔ کاغذ اعلیٰ قسم کا لگایا گیا ہے۔ لکھائی بہترین کروائی گئی ہے۔ چھپوائی نفیس ترین ہوئی ہے۔ اور ضخامت بھی پونے چھ سو صفحہ ہے۔ اس کا [illegible] قیمت پر مل جانا بہت بڑی رعایت ہے۔ امید ہے۔ کہ تمام دوست اس نعمت غیر مترقبہ سے ضرور بالضرور فائدہ اٹھائیں گے۔

مجلس مشاورت کے موقعہ پر خریدنے والوں کو نہ صرف یہی رعایت ہوگی۔ کہ انہیں یہ کتاب ۸/ کی بجائے ۱۲/۱ میں مل جائیگی۔ بلکہ اس موقعہ پر مجلس کے نمائندوں کی معرفت دستی منگوانے سے ۱۲/ یا ۱۳/ خرچ محصول ڈاک بھی بچ جائیگا۔ جو دوسرے موقعہ پر منگوانے پر ضرور ہوتا ہے۔ پس تمام دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اس نادر اور زریں موقعہ سے ضرور ضرور فائدہ اٹھائیں۔ اور اعلان ہذا پڑھتے ہی اپنی جماعت کے سیکرٹری صاحب یا کسی دوسرے ذمہ دار عہدہ دار کو جو مجلس مشاورت میں تشریف لانے والے ہوں جتنے نسخے مطلوب ہوں ان کی قیمت ۱۲/۱ کے حساب سے دیدیں تاکہ وہ مجلس مشاورت سے فارغ ہو کر واپسی پر مطلوب تعداد دستی ان کے لئے لیجائیں۔ اور اس طرح دوستوں کو فی کتاب ۱۲/۱ خرچ محصول اور بھی بچ جائے۔

یہ کتاب اپنے اندر جو شان۔ خوبیاں اور لطافتیں رکھتی ہے۔ چونکہ ان کا بیان اس جگہ مشکل ہے۔ اس لئے ہم ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد نقل کئے دیتے ہیں جو اس کے متعلق حضور نے جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء کے موقعہ پر فرمایا تھا۔ تاکہ اس کو پڑھ کر احباب کرام اس کتاب کی قدر و قیمت سے اچھی طرح واقف ہو جائیں۔ اور نہ صرف اپنے لئے اسے خریدیں۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس کے خریدنے اور پڑھنے کی تحریک فرمائیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا ارشاد گرامی

اس سال ایک کتاب سلسلہ کی طرف سے بیش قیمت شائع ہوئی ہے جس کا نام سیرۃ خاتم النبیین حصہ دوم ہے۔ جو میاں بشیر احمد صاحب کی تصنیف ہے میں نے اس کا بہت سا حصہ دیکھا ہے اس کے متعلق مشورے بھی دئے ہیں۔ اور جہاں مجھے شدید اختلاف ہوا ہے۔ وہاں میں نے اصلاح بھی کرائی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جتنی سیرتیں شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے یہ بہترین کتاب ہے۔ اردو سیرتوں سے ہی نہیں۔ بلکہ بعض عربی سیرتوں کے متعلق بھی کہہ سکتے ہیں۔ کہ کوئی ایسی کتاب شائع نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس تصنیف میں ان علوم کا بھی پرتو ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ حاصل ہوئے۔ اور چونکہ وہ پہلے نہیں تھے۔ اس لئے پہلی کتابوں میں خامیاں رہ گئیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حالات کا جاننا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اس لئے ہر دوست جو خرید سکے۔ اسے نہ صرف یہ کتاب خریدنی چاہیئے بلکہ پڑھنی چاہیئے۔ اور دوسروں تک پہنچانی چاہیئے۔ اڑہائی روپے اس کی قیمت رکھی گئی ہے۔ چونکہ کسی زمانہ میں میں نے بھی طباعت کا کام کرایا ہے جبکہ اخبار الفضل جاری کیا تھا۔ اس لئے باوجود آج کل کی حالت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس کتاب کی قیمت دو روپے ہونی چاہیئے۔ معلوم نہیں آٹھ آنے زائد کس طرح لگ گئے ہیں بہر حال جماعتوں کو یہ کتاب خریدنی چاہیئے۔ چونکہ یہ بھی قاعدہ ہے۔ کہ اکٹھی کتابیں خریدنے پر کمیشن دیا جاتا ہے۔ اس لئے اگر جماعتوں کے دوست مل کر ۱۰-۲۰-۳۰-۴۰ یا اس سے بھی زیادہ نسخے خریدیں تو کوئی وجہ نہیں قیمت میں رعایت نہ کی جائے۔ اس طرح ممکن ہے اور بھی رعایت ہو جائے۔ لیکن اگر شائع کرنے والے ثابت کر دیں۔ کہ لاگت کے لحاظ سے اڑہائی روپے ہی قیمت ہونی چاہیئے۔ تو بھی اکٹھی کتابیں خریدنے پر قیمت میں کمی آجائیگی۔ پس جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ اکٹھی کتابیں خریدیں۔ ہر شخص جسے توفیق ہو۔ یہ کتاب لے اور اپنی بیوی بچوں کو پڑھائے یا سنائے۔ تاکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی پاکیزہ زندگی ان کے سامنے آئے۔" (الفضل ۷ جنوری ۱۹۳۲ء ملخصاً)

ہمیں یقین ہے کہ حضور انور کے منقولہ بالا ارشاد کو پڑھنے کے بعد کوئی احمدی بھی اس کو خریدنے اور پڑھنے سے محروم نہ رہیگا۔ بلکہ اعلان ہذا پڑھتے ہی اپنی جماعت کے نمائندہ کو اسکی قیمت دیکر اسے دستی لانیکی فرمائش کریگا۔ تاکہ محصول ڈاک بھی بچ جائے۔

نوٹ: علاوہ ازیں سلسلہ احمدیہ کے متعلق ہر قسم کی کتابیں ہمارے ہاں موجود ہیں جو دوست پانچ یا پانچ روپیہ سے زیادہ کی کتب خریدینگے۔ انہیں ۲ فی روپیہ کمیشن بھی دیا جائیگا۔ دوستوں کو چاہیئے کہ اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھائیں

خاکسار ملک فضل حسین مینیجر بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

سورت سے ۱۵ مارچ کی اطلاع ہے کہ مسٹر گاندھی کو گرفتار کر کے فوراً عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے چھ ماہ قید اور دو سو روپیہ جرمانہ یا مزید ۱½ ماہ قید کی سزا دی۔

مداری پور سے ۱۴ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ تین بجے بعد دوپہر ریوالوروں اور چھروں سے مسلح دس نوجوانوں نے چار موگ کے ڈاکخانہ پر حملہ کیا۔ ٹیلی گراف کے تار کاٹ دئے۔ ملازمین میں سے بعض کو مجروح کر دیا۔ اور تمام نقدی لوٹ کر بھاگ گئے دیہاتیوں نے جمع ہو کر ڈاکوؤں پر سخت سنگ باری کی۔ اور ان کی طرف سے فائر ہونے کے باوجود پتھر مار مار کر ان میں سے ۵ کو گرا کر گرفتار کر لیا۔ لیکن باقی روپیہ لیکر بھاگ گئے۔

ڈھاکہ سے ۱۵ مارچ کی خبر ہے۔ کہ پوسٹ مین ایک آباد محلہ میں ڈاک تقسیم کر رہا تھا۔ کہ تین مسلح سائیکل سوار نوجوانوں نے پستول سے ڈرا کر اس سے ۱۶۷ روپے چھین لئے۔ اور بھاگ گئے۔

کانپور سے ۱۵ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ خفیہ پولیس نے ایک انقلابی پارٹی کے بعض ممبران کا پتہ لگا لیا ہے۔ جو ہر وقت ریوالوروں سے مسلح رہتے ہیں۔ چنانچہ تلاشی کے بعد بعض مقامات سے کچھ ریوالور برآمد ہوئے ہیں۔ اور بعض گرفتاریاں بھی عمل میں آئی ہیں۔

کلکتہ سے ۱۵ مارچ کی خبر ہے کہ دو پنجابی دو ریوالور اور ۲۵ کارتوس بیچتے ہوئے گرفتار کر لئے گئے۔ ملزم ایک جہاز کوئلہ بھرنے کا کام کرتے ہیں۔

۱۴ مارچ کو کشمیر گول میز کانفرنس کا اجلاس ہونا تھا۔ لیکن ناقص نمائندگی کے باعث مسلمانوں نے چونکہ اس کا بائیکاٹ کر دیا تھا۔ اس لئے نمائندگان شامل نہ ہوئے اور کانفرنس ملتوی کر دی گئی۔

الہ آباد سے ۱۵ مارچ کی خبر ہے کہ مسٹر موتی لال نہرو لکھنؤ میں سخت بیمار ہیں۔

پشاور سے ۱۵ مارچ کی اطلاع ہے۔ کہ پنجاب میں پکڑ بیٹھنے کے الزام میں ضلع پشاور کے ۵ دیہات پر سو سے لے کر ہزار روپیہ تک مختلف رقوم جرمانہ کی گئی ہیں۔

۱۵ مارچ کو انڈی پنڈنٹ پارٹی نے اخراجات میں مزید تخفیف کرنے کے لئے حکومت پر زور ڈالنے کی غرض سے اسمبلی کے اجلاس میں تخفیف کی تحریک پیش کی جو ۴۶ کے مقابلہ میں ۴۷ آراء کی کثرت سے منظور ہو گئی۔

۱۵ مارچ کو کونسل آف سٹیٹ کے اجلاس میں ایک ممبر نے ریزولیوشن پیش کیا۔ کہ آرڈی نینسوں کے رو سے حاصل کردہ اختیارات کو حکومت نہایت احتیاط اور اعتدال سے استعمال کرے۔ تا اس کے مضرات کم سے کم رہ جائیں۔ لیکن چونکہ اسے پوری پوری حمایت حاصل نہ ہو سکی۔ اس لئے محرک نے از خود ہی تحریک واپس لے لی۔ ایک ہندو ممبر نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ جو لوگ گورنمنٹ کی آرڈی نینسوں وغیرہ کے لئے مذمت کرتے ہیں۔ وہ کانگرس کو کیوں نہیں مشورہ دیتے کہ فتنہ انگیزی سے باز آجائے۔ ہوم سکرٹری نے کہا۔ کہ اختیارات کا ناجائز استعمال تو کہیں بھی نہیں ہوا۔ البتہ بعض افسروں نے انفرادی حیثیت سے بعض زیادتیاں کی ہیں۔

۱۵ مارچ کو پنجاب کونسل کے اجلاس میں زمینداروں کی مشکلات کے پیش نظر آبیانہ کی شرح کم کرنے کے متعلق تخفیف کی تحریک پیش ہوئی۔ جو ۲۷ کے مقابلہ ۴۲ آراء سے منظور ہو گئی۔ اس تحریک پر تقریر کرتے ہوئے ریونیو ممبر نے کہا۔ پنجاب کے زمینداروں کو سندھ کی جانب سے خطرہ پیش آنیوالا ہے۔ سکھر بیراج سکیم کی وجہ سے لاکھوں ایکڑ زمین کی آبپاشی شروع ہو جائیگی۔ اس لئے پنجاب کے زمینداروں کو چاہئے۔ کہ گیہوں اور کپاس کی بجائے نیشکر کی زیادہ کاشت شروع کر دیں۔

دہلی سے ۱۴ مارچ کی خبر ہے کہ ملک معظم نے مسٹر جارج کننگھم آئی۔ سی۔ ایس کو صوبہ سرحد کی ایگزیکٹو کونسل کا رکن مقرر کیا ہے۔

۱۴ مارچ کو اسمبلی کے اجلاس میں دستور اساسی کی ترتیب اور اصلاحات کے نفاذ کے متعلق دلچسپ بحث ہوئی۔ ڈاکٹر ہری سنگھ گور نے کہا۔ دو گول میز کانفرنسیں ہوئیں۔ مگر کچھ بھی نتیجہ برآمد نہیں ہوا۔ سر عبد الرحیم نے ایک ہنگامہ خیز تقریر کی۔ جس میں کہا۔ سائمن کمیشن۔ گول میز کانفرنسوں اور دستوری کمیٹیوں پر ناحق روپیہ ضائع کیا جا رہا ہے۔ حالانکہ ان سے اور زیادہ مشکلات پیدا ہو رہی ہیں۔ دستور اساسی سادہ ہونا چاہئے۔ جس سے تمام جماعتیں مطمئن ہو جائیں۔ جب تک مرکزی ذمہ داری نہ دی جائے۔ کوئی دستور کامیاب نہ ہو سکیگا۔ حکومت مسئلہ دفاع۔ اور خارجی تعلقات اور باقی جو تحفظات ضروری سمجھے اپنے لئے مخصوص کر لے۔ اور جلد سے جلد نیا دستور نافذ کر دیا جائے۔ سر جارج رینی نے وعدہ کیا۔ کہ وہ ان خیالات کو ملک معظم کی حکومت کے سامنے مزید غور کے لئے بھیج دیں گے۔

ٹوکیو سے ۱۴ مارچ کا پیغام مظہر ہے کہ حکومت جاپان نے دو بریگیڈوں کو احکام صادر کر دئے ہیں۔ کہ وہ شنگھائی سے واپس آجائیں۔ لیکن اور افواج ابھی وہاں ہیں۔ جن کی تعداد ۳۲ ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ اس امر کی کچھ زیادہ توقع نہیں کہ چین کے متعلق جاپان کا رویہ مصالحانہ ہو جائیگا۔ کیونکہ وہ اپنے اقدام کو حق بجانب خیال کر رہا ہے۔

ٹوکیو سے رائٹر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ جمعیتہ الاقوام کا تحقیقاتی کمیشن شنگھائی پہونچ گیا ہے۔

سٹاک ہالم کی ایک تازہ اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ ملک سویڈن کے ایک کروڑ پتی سوداگر۔ ایم۔ آیور۔ کروگر نے جسے "دیا سلائی کا بادشاہ" کہا جاتا تھا۔ ایک اعصابی دورہ میں مبتلا ہو کر پیرس میں خود کشی کر لی۔ اس نے اپنے سینہ میں ریوالور سے گولی ماری۔ اس کی تحریر شدہ ایک چٹھی دستیاب ہوئی ہے۔ جس میں اس نے خود کشی کی وجہ مالی مشکلات کے باعث زندگی سے تنگ آجانا بیان کی ہے۔

ضلع بوگرا کی ۸ ہزار زمینداریوں میں سے ۲۲۷ ۲۴ مارچ کو مال گذاری کی وصولی کے لئے نیلام کی جانیوالی ہیں۔

پونا سے ۱۴ مارچ کی اطلاع مظہر ہے کہ پولیس نے تلک مہاودیالہ پونہ اور تلک آشرم جلگاؤں کو خلاف قانون قرار دیدیا ہے۔

پشاور سے ۱۶ مارچ کی خبر ہے کہ چیف کمشنر نے اضلاع ہزارہ اور ڈیرہ اسماعیل خاں سے سرحد کے مجرمانہ ریگولیشن واپس لئے جانیکے احکام صادر کر دئے ہیں۔ باقی اضلاع کے ڈپٹی کمشنروں سے رپورٹیں طلب کی گئی ہیں۔ جن کے موصول ہو جانے پر وہاں سے بھی پابندیاں دور کر دی جائیں گی۔

گول میز کانفرنس کے افتتاح کے موقعہ پر وزیر اعظم نے سندھ کو علیحدہ صوبہ بنانے کے متعلق مالی معاملات کی تحقیقات کے لئے ایک کمیٹی کے تقرر کا اعلان کیا تھا۔ اب گورنمنٹ بمبئی اس کمیٹی کے لئے نمائندگان کا انتخاب کر رہی ہے۔ حکومت ہند کے مالی سیکرٹری مسٹر ایف۔ ایل۔ برین اس کے صدر قرار پائے ہیں۔ صوبہ سندھ کی علیحدگی اس کمیٹی کی رپورٹ پر منحصر ہے۔

ملک محمد صادق صاحب ایڈیٹر روزنامہ احرار لاہور و سکرٹری مجلس احرار ہند پر امرتسر میں ہنگامی قوانین کے ماتحت دو مقدمات کی سماعت ہو رہی تھی۔ ۱۷ مارچ کو عدالت نے ان کا فیصلہ کرتے ہوئے ایک مقدمہ میں دو سال قید سخت اور دو سو روپیہ جرمانہ یا مزید چھ ماہ قید اور دوسرے مقدمہ میں دو سال قید سخت کی سزا کا حکم سنایا۔ دونو سزائیں اکٹھی شروع ہوں گی۔

مولانا اسمٰعیل غزنوی بمبئی سے ۱۶ مارچ کو بذریعہ تار اطلاع دیتے ہیں۔ کہ جہاز "جہانگیر" روانہ ہو گیا ہے۔ جس میں ۱۱۵۷ حاجی بھیڑ بکریوں کی طرح ٹھونس دئے گئے تھے۔ طبی معائنہ کا طریق نہایت توہین آمیز تھا۔ کیونکہ ایک یورپین سارجنٹ اس پر مامور تھا۔

عبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا